نومبر ۱۹۹۵ء

ایڈیٹر
سیّد مبشر احمد ایاز

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے تحت پہلی آل پاکستان سالانہ صنعتی نمائش مورخہ ۱۲-۱۳-۱۴ اگست ۱۹۹۵ء کو منعقد ہوئی۔ انتظامیہ صنعتی نمائش اختتامی تقریب کے مہمانِ خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر امورِ خارجہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے ہمراہ۔ —— تصویر میں آپ کے دائیں محترم راجہ منیر احمد خاں صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان اور بائیں محترم ڈاکٹر سلطان احمد صاحب مبشر ناظم اعلیٰ صنعتی نمائش تشریف فرما ہیں۔

مورخہ ۱۲۔ اگست ۱۹۹۵ء کو محترم لیفٹیننٹ کرنل ریٹائرڈ ایاز محمود خان صاحب صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی پہلی سالانہ صنعتی نمائش کا افتتاح کرتے ہوئے۔

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے تحت چھٹی آل پاکستان سالانہ سپورٹس ریلی ۶-۷-۸ ستمبر ۱۹۹۵ء کو منعقد ہوئی۔
افتتاحی تقریب منعقدہ ۶ ستمبر ۱۹۹۵ء کو سپورٹس ریلی میں شامل خدام ایوانِ محمود میں علاقہ وار کھڑے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شمارہ 1 جلد 43

فہرست مضامین

احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ **خالد** ربوہ

نبوت 1374 ہش

نومبر 1995ء

★★★★

ایڈیٹر:
سید مبشر احمد ایاز

رابطہ آفس: دفتر ماہنامہ "خالد" دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

قیمت۔/5 روپے ★ سالانہ۔/50 روپے

مینجر: مبارک احمد خالد

پبلشر: مبارک احمد خالد۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ

مبارک وہ جو اس روشنی سے حصہ لے

ایک شخص جو کچھ ہی عرصہ قبل صلیب پر لٹکایا گیا اور جس کے جوڑ جوڑ میں ظالموں نے کیل ٹھونک کر تختے پر لٹکا دیا ہو وہ پا پیادہ اپنی اس بستی کو چھوڑ کر نکل پڑتا ہے۔

پاؤں لہو لہو اور جسم زخم زخم لیکن اس کمزور و ناتواں جسم کے باوجود روح بہت قوی ہے اور دل میں ایک عزم ہے اور اسی عزم اور جذبے کے ساتھ وہ بستی بستی، قریہ قریہ اور مُلک مُلک پھرتا پھراتا، فلسطین سے کشمیر تک کا سفر کرتا ہے۔ لیکن کیوں؟ کس لئے؟ اس کو نہ تو سیم و زر کا لالچ ہے۔ اور نہ ہی تاج و تخت کی طمع..... صرف ایک پیغام ہے جو یہ "یوز آسف" اپنی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے لے کر آیا ہے اور وہ پیغام ہے کہ:-

قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نِکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

یہ وہ "دعوتِ الی اللہ" تھی جس کی خاطر اس بزرگ رسول، اس شاہزادہ نبی نے لہولہان جسم کے ساتھ اس عمر میں پردیس کے سفر کی ہزاروں مصیبتیں اٹھائیں اور سینکڑوں میل کا سفر صرف اسی "دعوت الی اللہ" کے عظیم مقصد کی خاطر اختیار کیا۔

آج ہمارا پیارا امام ایسے جذبے اور ایسے ہی جوان حوصلے والوں کی تلاش میں ہے جن کے سینوں میں ایسی شمعیں روشن ہوں کہ تعصّب اور جہالت اور نفرتوں کی تاریکیاں ان کے سامنے حائل نہ ہو سکیں اور پہاڑ جیسی مصیبتیں ان کے راستے کی دیوار نہ بن سکیں۔

دعوت الی اللہ کی تڑپ ان کے دلوں میں موجزن ہو اور " اَلّا یکونوا مومنین" (کہ اے کاش وہ ایمان کیوں نہیں لاتے) کا غم ان کے دلوں کو کھائے جا رہا ہو۔

ان کھوئی ہوئی بھیڑوں کو مسیح کے گلّے میں شامل کرنے کے لئے وہ کوشاں اور بے چین ہوں۔ لیکن ان سارے عزموں اور ان کوششوں کے باوجود ہمیں یہ امر مدّ نظر رکھنا ہو گا کہ یہ ہماری خوش بختی ہے کہ اس کی نظرِ انتخاب ہم مزدوروں پر پڑی اور دعوتِ الی اللہ کا عظیم الشان فریضہ سرانجام دینے کی ہمیں

توفیق دی۔ ورنہ اب تو وہ زمانہ آنے والا ہے کہ اس کے بھیجے ہوئے مسیح کی قبولیت دنیا میں عام ہو اور قومیں اس کو قبول کرنے کے لئے اپنے دلوں میں اس کو جگہ دیں اور آخر سچائی کی فتح ہو۔

حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"......... اور اب سے جو وہ موعود ظاہر ہوا ہر ایک کی آنکھ کھلے گی اور غور کرنے والے غور کریں گے کیونکہ خدا کا مسیح آگیا۔ اب ضرور ہے کہ دماغوں میں روشنی اور دلوں میں توجہ اور قلموں میں زور اور کمروں میں ہمّت پیدا ہو اور اب ہر ایک سعید کو فہم عطا کیا جائے گا اور ہر ایک رشید کو عقل دی جائے گی کیونکہ جو چیز آسمان میں چمکتی ہے وہ ضرور زمین کو بھی منور کرتی ہے۔ مبارک وہ جو اس روشنی سے حصہ لے اور کیا ہی سعادت مند وہ شخص ہے جو اس نور میں سے کچھ پاوے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ پھل اپنے وقت پر آتے ہیں۔ ایسا ہی نور بھی اپنے وقت پر ہی اترتا ہے اور قبل اس کے جو وہ خود اترے کوئی اس کو اتار نہیں سکتا اور جب کہ وہ اترے تو کوئی اس کو بند نہیں کر سکتا۔ مگر ضرور ہے کہ جھگڑے ہوں اور اختلاف ہو مگر آخر سچائی کی فتح ہے کیونکہ یہ امر انسان سے نہیں ہے اور نہ کسی آدم زاد کے ہاتھوں سے بلکہ اس خدا کی طرف سے ہے جو موسموں کو بدلاتا اور وقتوں کو پھیرتا اور دن سے رات اور رات سے دن نکالتا ہے......"۔

(مسیح ہندوستان میں۔ صفحہ 65۔64)

ایک وضاحت

ستمبر اکتوبر 1995ء کا شمارہ حضرت ملک سیف الرحمن صاحب کی سیرت و سوانح پر مشتمل شائع ہوا ہے۔ اس کے صفحہ نمبر 91 سے شروع ہونے والے مضمون میں مضمون نگار نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ "حضرت خلیفہ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ نے حضرت ملک صاحب کو طلائی تمغہ اور جبہ عنایت فرمایا تھا۔"

سلسلہ کے دیگر علماء و بزرگان نے اس سہو پر توجہ دلائی اور مضمون نگار سے بھی رابطہ کیا گیا تو انہوں نے تحریر فرمایا ہے کہ واقعی ان سے سہو ہوا ہے اصل بات یہ ہے کہ "حضرت ملک صاحب کو طلائی تمغہ اور جبہ نہیں ملا تھا بلکہ حضور نے /300 روپے کی تھیلی بطور انعام کے مرحمت فرمائی تھی۔

ادارہ اس تاریخی ریکارڈ کی غلطی پر معذرت خواہ ہے اور اس سہو پر توجہ دلانے والے بزرگان سلسلہ کا شکر گزار ہے۔ (مدیر خالد)

حضور انور کے منصوبہ "کفالت یکصد یتامی"

کے بارے میں ضروری اعلانات

امانت یکصد یتامی

جو دوست یتامی کی خبر گیری اور کفالت کے خواہشمند ہوں وہ ایک یتیم کی کفالت کے جملہ اخراجات ادا کر کے اس بابرکت تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں۔ مستحق یتیم بچوں پر عمر اور تعلیم کی ضرورت کے لحاظ سے -/400 روپے ماہوار سے -/1000 روپیہ تک ماہوار خرچ کا اندازہ ہے۔ آپ اپنی خواہش اور مالی وسعت کے لحاظ سے جو رقم بھی باقاعدہ ماہوار مقرر کرنا چاہیں کمیٹی کو اس کی اطلاع کر دیں۔ اس غرض کے لئے اپنی رقوم امانت "یکصد یتامی" خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست یا مقامی انتظام جماعت کی وساطت سے جمع کروانا شروع کر دیں۔

مستحق یتامی یا ان کے ورثاء توجہ فرمائیں

حضور انور کے ارشاد کے تحت امانت "کفالت یکصد یتامی" سے ایسے مستحق یتامی کو وظائف دینے کا انتظام ہے جو اپنی پرورش، تعلیم اور مستقبل کی اٹھان کے لئے سلسلہ کی طرف سے مدد لینے کے خواہاں ہوں۔ ایسے بچوں کی والدہ یا روثاء یتامی کمیٹی کو اطلاع دیں تا ان کے لئے وظائف کا انتظام کیا جا سکے۔

امراء اضلاع و مربیان کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ جماعت میں سے ایسے گھرانوں کی نشان دہی کر کے یتامی کمیٹی کا ہاتھ بٹائیں تا ان کی مدد کا مستقل انتظام کیا جا سکے۔

(سیکرٹری یتامی کمیٹی دار الضیافت ربوہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطور رہبر کامل

مکرم محمود مجیب اصغر صاحب

ایک رہبر کامل کیلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کی استعدادیں سب سے بڑھ کر ہوں ہر حال میں اس کے اخلاق سب سے بلند ہوں اس کی تعلیم کامل ہو اس کا دائرہ اصلاح بہت وسیع ہو اس کی موجودگی میں کسی اور طرف رخ کرنے کی حاجت نہ ہو اور اس کا نمونہ کامل ہو اور اس کا فیض ہمیشہ کیلئے جاری ہو۔

اس اعتبار سے کل عالم میں ازل سے ابد تک ایک اور صرف ایک ہی وجود نظر آتا ہے یعنی ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ جس کا ثبوت ہمیں قرآن نے خود فراہم کیا ہے۔

انسان کامل

آنحضرت ﷺ کی استعدادیں تمام اولین و آخرین سے بڑھ کر تھیں اور آپ تمام انبیاء کے جامع تھے جیسا کہ آپ کو مخاطب کر کے کہا گیا۔ (سورۃ طٰہٰ) یعنی اے مرد کامل القویٰ اور آپ کے بارہ میں جمع کا صیغہ استعمال کرتے ہوئے فرمایا۔ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّھِمْ (جن:29)

حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"ہمارے نبی ﷺ پر جو روح القدس کی تجلی ہوئی تھی وہ ہر ایک تجلی سے بڑھ کر ہے روح القدس کبھی کسی نبی پر کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا اور کبھی کسی نبی یا اوتار پر گائے کی شکل پر ظاہر ہوا اور کسی پر کچھ یا مچھ کی شکل پر ظاہر ہوا اور انسان کی شکل کا وقت نہ آیا جب تک انسان کامل یعنی ہمارا نبی ﷺ مبعوث نہ ہوا۔ جب آنحضرت ﷺ مبعوث ہو گئے تو روح القدس بھی آپ پر بوجہ کامل انسان ہونے کے انسان کی شکل پر ہی ظاہر ہوا اور چونکہ روح القدس کی قوی تجلی تھی جس نے زمین سے لیکر آسمان کا افق بھر دیا تھا۔ اس لئے قرآنی تعلیم شرک سے محفوظ رہی...... اور یہ جو روح القدس پہلے اس سے پرندوں یا حیوانوں کی شکل پر ظاہر ہوتا رہا اس میں کیا نکتہ تھا۔ سمجھنے والا خود سمجھ لے اور اس قدر ہم کہہ دیتے ہیں کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ ہمارے نبی ﷺ کی انسانیت اس قدر زبردست ہے کہ روح القدس کو بھی انسانیت کی طرف کھینچ لائی"۔

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد نمبر19 صفحہ 84-83)

" ہمارے نبی ﷺ تمام انبیاء کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں کیونکہ وہ وجود پاک جامع کمالات متفرقہ ہے۔ پس وہ

موسیٰؑ بھی ہے اور عیسیٰؑ بھی اور آدمؑ بھی اور ابراہیمؑ بھی اور یوسفؑ بھی اور یعقوبؑ بھی۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ یعنی اے رسول تو ان تمام ہدایات متفرقہ کو اپنے وجود میں جمع کر لے جو ہر ایک نبی خاص طور پر اپنے ساتھ جمع رکھتا تھا۔ پس اس سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء کی شانیں آنحضرت ﷺ کی ذات میں شامل ہیں"

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 343)

خلق کامل

آنحضرت ﷺ رہبر کامل ہیں کیونکہ آپ کے اخلاق کامل اور سب سے بلند ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (قلم:5) یعنی تو تمام اخلاق کاملہ اور شمائل حسنہ کا حامل ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کی پہلی وحی کی تصدیق کرتے ہوئے آپؐ کے بارے میں جس رائے کا اظہار فرمایا تھا اس میں یہ بھی تھا۔ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ (بخاری) اور تمام نیک اخلاق جو دنیا سے معدوم ہو چکے ہیں آپؐ ان پر عامل ہیں اور حضرت عائشہؓ نے آپؐ کی وفات کے بعد ان الفاظ میں گواہی دی كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ (بخاری) آپؐ کا اخلاق تو ہمہ تن قرآن تھا۔ آپؐ کے عظیم روحانی فرزندؑ فرماتے ہیں۔

"حضرت موسیٰؑ بردباری اور حلم میں بنی اسرائیل کے تمام نبیوں سے سبقت لے گئے تھے اور بنی اسرائیل میں نہ مسیحؑ اور نہ کوئی دوسرا نبی ایسا نہیں ہوا جو حضرت موسیٰؑ کے مرتبہ عالیہ تک پہنچ سکے...... ہاں جو اخلاق فاضلہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کا قرآن شریف میں ذکر ہے وہ حضرت موسیٰؑ سے ہزارہا درجہ بڑھ کر ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ تمام ان اخلاق فاضلہ کا جامع ہے جو نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے۔ اور نیز آنحضرت ﷺ کے حق میں فرمایا ہے انك لعلى خلق عظيم تو خلق عظیم پر ہے اور عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے وہ عرب کے محاورہ میں اس چیز کی انتہائے کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے......... ایسا ہی اس آیت کا مفہوم ہے کہ جہاں تک اخلاق فاضلہ و شمائل حسنہ نفس انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاق کاملہ تامہ نفس محمدی میں موجود ہیں سو یہ تعریف ایسی اعلیٰ درجے کی ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں"۔

(براہین احمدیہ صفحہ 606-605 بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر3)

آپؑ ہی ساری زندگی کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"خدا تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کے سوانح کو دو حصوں پر منقسم کر دیا۔ ایک حصہ دکھوں اور مصیبتوں اور تکلیفوں کا اور دوسرا حصہ فتح یابی کا تا مصیبتوں کے وقت میں وہ خلق ظاہر ہوں جو مصیبتوں کے وقت ظاہر ہوا کرتے ہیں اور فتح اور اقتدار کے وقت میں وہ خلق ثابت ہوں جو بغیر اقتدار کے ثابت نہیں ہوتے۔ سو ایسا ہی آنحضرت ﷺ کے دونوں قسم کے اخلاق دونوں زمانوں اور دونوں حالتوں کے وارد ہونے سے کمال وضاحت سے ثابت ہو گئے۔ چنانچہ وہ مصیبتوں کا زمانہ جو ہمارے نبی ﷺ پر تیرہ برس تک مکہ معظمہ میں شامل حال رہا اس زمانہ کے سوانح پڑھنے سے نہایت واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وہ اخلاق جو مصیبتوں کے وقت کامل راستباز کو دکھانے چاہئیں۔ یعنی خدا پر توکل رکھنا اور جزع فزع سے کنارا کرنا اور اپنے کام میں سست نہ ہونا اور کسی کے رعب سے نہ ڈرنا

ایسے طور پر دکھلا دیئے جو کفار ایسی استقامت دیکھ کر ایمان لائے...... اور پھر جب دوسرا زمانہ آیا یعنی فتح اور اقتدار اور ثروت کا زمانہ تو اس زمانہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے اعلیٰ اخلاق عفو اور سخاوت اور شجاعت کے ایسے کمال کے ساتھ صادر ہوئے جو ایک گروہ کثیر کفار کا انہی اخلاق کو دیکھ کر ایمان لایا دکھ دینے والوں کو بخشا اور شہر سے نکالنے والوں کو امن دیا ان کے محتاجوں کو مال سے مالا مال کر دیا اور قابو پا کر اپنے بڑے بڑے دشمنوں کو بخش دیا"۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد نمبر10 صفحہ 447)

کامل تعلیم آنحضرت ﷺ کو ایک کامل اور ہمیشہ کے لئے محفوظ رہنے والی تعلیم دی گئی۔

جیسا کہ فرمایا

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدہ:4)

فِیْهَا کُتُبٌ قَیِّمَةٌ (البینہ:4)

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

(الحجر:10)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنے احسان کو پورا کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے۔ جن میں قائم رہنے والے احکام ہیں (یعنی قائم رہنے والی کتاب قرآن ہے جو محمد رسول لائے اس ذکر (یعنی قرآن) کو ہم (اللہ) نے ہی اتارا ہے اور ہم (اللہ) یقیناً اس کی حفاظت کریں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

آپؐ کی تعلیم اس لئے زندہ ہے کہ اس کے ثمرات اور برکات اس وقت بھی ویسے ہی موجود ہیں جو آج سے تیرہ سو سال پیشتر موجود تھے دوسری کوئی تعلیم ہمارے سامنے اس وقت ایسی نہیں ہے جس پر عمل کرنے والا یہ دعویٰ کر سکے کہ اس کے ثمرات اور برکات اور فیوض سے مجھے حصہ دیا گیا ہے اور میں آیت اللہ ہو گیا ہوں لیکن ہم خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے قرآن شریف کی تعلیم کے ثمرات اور برکات کا نمونہ اب بھی موجود پاتے ہیں اور ان تمام آثار اور فیوض کی جو نبی کریم ﷺ کی سچی اتباع سے ملتے ہیں اب بھی پاتے ہیں"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۷)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں۔

"تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گزر چکیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی۔ کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں"

(الوصیت صفحہ 10 روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 311)

دائرہ اصلاح کی غیر معمولی وسعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائرہ اصلاح کی غیر معمولی وسعت کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

(انبیاء:108)

نیز فرمایا

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ (سبا:29)

اور ہم نے تجھے ساری دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور ہم نے تجھے تمام بنی نوع انسان کی طرف جن میں سے ایک بھی میرے حلقہ رسالت سے باہر نہ رہے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

چنانچہ سارے سلسلہ انبیاء میں سے صرف آپؐ ہی ہیں جو کل عالم کی اصلاح کیلئے مبعوث ہوئے اور آپؐ کی اصلاح کا دائرہ قیامت تک ممتد ہے۔ ایک غریب غلام اور لونڈی سے لے کر ایک حاکم اور بادشاہ اور شہنشاہ تک کو آپؐ نے نہایت جرات اور سرعت سے توحید کا پیغام پہنچایا اور آپؐ کے پیغام کو ہر سطح پر قبول کیا گیا اور بہت جلد معلوم دنیا کی اکثریت نے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"میرا مذہب ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو الگ کیا جاتا اور کل نبی جو اس وقت تک گزر چکے تھے سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور وہ اصلاح کرنا چاہتے جو رسول اللہ ﷺ نے کی۔ ہرگز نہ کر سکتے ان میں وہ دل وہ قوت نہ تھی جو ہمارے نبی کو ملی تھی۔ اگر کوئی کہے کہ یہ نبیوں کی معاذ اللہ سوء ادبی ہے تو وہ نادان مجھ پر افتراء کرے گا میں نبیوں کی عزت اور حرمت کرنا اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہوں۔ لیکن نبی کریم ﷺ کی فضیلت کل انبیاء پر میرے ایمان کا جزو اعظم ہے اور میرے رگ و ریشہ میں ملی ہوئی بات ہے یہ میرے اختیار میں نہیں کہ اس کو نکال دوں۔ بدنصیب اور آنکھ نہ رکھنے والا مخالف جو چاہے سو کہے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کام کیا ہے جو نہ الگ الگ اور نہ مل مل کر کسی سے ہو سکتا تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۷۴)

ایک موقع پر حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضرت ﷺ کی مقبولیت کے بارہ میں فرمایا۔

"........ قبولیت کا یہ عالم ہے کہ آج کم سے کم بیس کروڑ ہر طبقہ کے مسلمان آپؐ کی غلامی میں کمربستہ کھڑے ہیں اور جب سے خدا نے آپ کو پیدا کیا ہے بڑے بڑے زبردست بادشاہ جو ایک دنیا کو فتح کرنے والے تھے آپؐ کے قدموں پر ادنیٰ غلاموں کی طرح گرے رہے ہیں اور اس وقت کے اسلامی بادشاہ بھی ذلیل چاکروں کی طرح آنجنابؐ کی خدمت میں اپنے تئیں سمجھتے ہیں اور نام لینے سے تخت سے نیچے اتر آتے ہیں"

(چشمہ معرفت صفحہ 8 تا 10 روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 380-381)

کامل نمونہ

آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا کامل نمونہ بنا کر بھیجا ہے کہ اب کسی اور طرف رخ کرنے کی حاجت نہیں رہی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں فرماتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب:22)

نیز ایک موقع پر حضرت ابراہیمؑ کے بارہ میں فرمایا

(الممتحنہ:5)

تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول (محمدؐ) میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے"

نیز فرمایا

ابراہیمؑ میں بھی تمہارے لئے ایک اچھا نمونہ موجود ہے۔ ہاں ہم ابراہیم کے وعدہ کو جو اس نے اپنے باپ سے کیا تھا۔ مثنی

کرتے ہیں وہ یہ تھا کہ میں تیرے لئے استغفار کروں گا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"خداوند تعالیٰ مسلمانوں کو حکم کرتا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے نمونے پر چلیں اور آپؐ کے ہر قول اور فعل کی پیروی کریں۔ چنانچہ فرماتا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ پھر فرماتا ہے اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اگر آنحضرت ﷺ کے اقوال اور افعال عیب سے خالی نہ تھے تو کیوں ہم پر واجب کیا کہ ہم آپؐ کے نمونہ پر چلیں جب خدا نے ابراہیمؑ کے نمونے پر چلنے کی تاکید فرمائی تو ساتھ استثناء لگادیا مگر آنحضرت ﷺ کی صورت میں کوئی استثناء نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے اقوال وافعال غلطی سے پاک تھے"۔

(ریویو آف ریلجیئنز جلد2 (جون 1903ء شمارہ نمبر6 صفحہ 245-246)

فیض رسانی

اللہ تعالیٰ نے پہلے تمام فیوض کو بند کر کے آئندہ کیلئے آپؐ کے ذریعے سے جاری فرمایا اور کسی بھی قسم کے انعام کے لئے آپؐ کی غلامی کی شرط لگادی فرمایا

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا

(احزاب:41)

نیز فرمایا

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا

(النساء:71-70)

نہ محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ تھے نہ ہیں نہ ہوں گے لیکن اللہ کے رسول ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ خاتم النبین ہیں اور اللہ ہر ایک چیز سے آگاہ ہے اور اب جو لوگ بھی اللہ اور اس رسول (محمد) کی اطاعت کریں گے وہ ان انعام یافتہ لوگوں میں شامل ہوں گے۔ یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین میں اور یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں اور یہ فضل اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ بہت جاننے والا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

"اس نبوت پر (یعنی نبوت محمدیہ پر۔ ناقل) تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہئے تھا کیونکہ جس چیز کیلئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے۔"

(الوصیت روحانی خزائن جلد20 صفحہ311)

"رسول اللہ ﷺ پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپ پر کمالات نبوت ختم ہو گئے یعنی وہ تمام کمالات متفرقہ جو آدم سے لے کر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو

دیئے گئے تھے کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی وہ سب آنحضرت ﷺ میں جمع کردیئے گئے۔"

عربی میں اس کے مفہوم کے حضرت مسیح موعودؑ نے یوں ادا فرمایا ہے۔

لیس محمد ابا احد من رجال الدنیا ولکن ھو اب لرجال الاخرہ لانہ خاتم النبین ولا سبیل الی فیوض اللہ من غیر توسطہ

(ایک غلطی کا ازالہ)

حرف آخر پس آنحضرت ﷺ ہی ہر پہلو سے رہبر کامل ہیں اسی لئے حضرت مسیح موعودؑ اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"پس تم ایسے برگزیدہ نبیؐ کے تابع ہو کر کیوں ہمت ہارتے ہو تم اپنے وہ نمونے دکھلاؤ جو فرشتے بھی آسمان پر تمہارے صدق و صفا سے حیران ہو جائیں اور تم پر درود بھیجیں"۔

(کشتی نوحؑ صفحہ 85)

احمدی طلباء و طالبات متوجہ ہوں

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ نے احمدی طلباء و طالبات کی تعلیمی راہنمائی کے لئے ایک Information Cell قائم کیا ہے۔ جو کہ اندرون ملک اور بیرون ملک تعلیم حاصل کرنے کے لئے طلباء و طالبات کی راہنمائی کرتا ہے۔ نیز بیرون ملک دنیا کی مختلف یونیورسٹیز میں داخلہ کے بارے میں تازہ ترین معلومات موجود ہیں۔ اس لئے طلباء و طالبات سے درخواست ہے کہ وہ اس سہولت سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔

(نظارت تعلیم)

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ! انہیں پارہ پارہ کردے۔ انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

سیرت حضرت مسیح موعودؑ

قسط دوم۔ آخری

خدمتِ خلق

(مکرم حافظ مظفر احمد صاحب)

(تسلسل کے لئے دیکھیں اگست ۱۹۹۵ء کا شمارہ)

دوستوں کے لئے ایثار اور شفقت و محبت کا ایک اور واقعہ حضور کے ایک رفیق اس طرح بیان کرتے ہیں:۔

"میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ گرمیوں کا موسم تھا۔ میں نے گھڑوں کی طرف نظر اٹھائی۔ حضور نے فرمایا آپ کو پیاس لگی ہے؟ یہ فرما کر حضور بالا خانہ سے نیچے تشریف لے گئے اور پانی کا گلاس لائے۔ پھر فرمایا ذرا ٹھہریئے! مجھے یاد آیا یہ کہہ کر پھر نیچے تشریف لے گئے اور دو بوتلیں شربت کی لائے۔ فرمایا یہ ہمیں تحفے میں آئی تھیں اور ہم نے نیت کی تھی کہ پہلے کسی دوست کو پلائیں گے۔ اب آپ کے آنے پر مجھے وہ بات یاد آئی۔ یہ فرما کر شربت کا گلاس بنا کر دیا۔ میں نے عرض کی کہ حضور اس میں سے کچھ پی لیں۔ حضور نے ایک گھونٹ پی لیا۔ پھر فرمایا اچھا ایک بوتل آپ لے لیں اور ایک بوتل باقی دوستوں کو پلائیں۔ ان دو بوتلوں میں حضور نے بس وہی ایک گھونٹ شربت کا پیا۔ اللہ اللہ کیا بے نفسی' للہیت' ایثار' دوست پروری اور مہمان نوازی ہے"۔

(مضامین مظہر صفحہ ۲۲)

اپنے دوستوں کی خدمت ایثار اور مہمان نوازی کا ایک واقعہ مولانا مفتی محمد صادق صاحب بیان فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں گورداسپور سے ایک خط لے کر حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور دھوپ سخت تھی۔ رات کو بھی سو نہ سکا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نیچے کمرے میں تشریف فرما تھے۔ آپ مجھ سے خط لیتے ہی شربت لینے گھر تشریف لے گئے۔ گرمی اور کوفت کی وجہ سے میں اونگھ گیا اور وہیں لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت صاحب پنکھا جھل رہے ہیں۔ (اللہ اللہ پیر و مرشد اور مرید کا یہ تعلق)۔

مفتی صاحب فرماتے ہیں میں اٹھ بیٹھا۔ بہت شرمندہ ہوا۔ آپ بہت پیار سے فرمانے لگے "تھکے ہوئے تھے سو جاؤ اچھا ہے" میں نے عذر کیا پھر آپ نے وہ شربت دیا اور میں پی کر گھر چلا آیا۔ (سیرت عرفانی سوم۔ صفحہ ۲۴)

حضور ہمارے آقا و مولیٰ کے ارشاد سید القوم خادمھم کی عملی تفسیر تھے۔ پیر و مرشد اور مخدوم کے مقام کے باوجود آپ کو طبعاً خادمیت پسند تھی۔ تبھی تو فرمایا

منہ از بہرما کرسی کہ ماموریم خدمت را

کہ ہمارے لئے کرسی مت بچھاؤ ہم تو خدمت کے لئے مامور ہیں۔

صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب (جو اپنی پیر گدی چھوڑ کر حضور کے ہاتھ پر مرید ہو گئے تھے) بیان فرماتے تھے کہ میں حضور کی خدمت میں رہتا تھا مگر مجھ سے کام نہ لیتے تھے۔ ایک دفعہ حضور کے خادم شیخ حامد علی صاحب قادیان گئے تو میں نے رات کو اپنی دیرینہ دلی تمنا سے حضور کی خدمت مبارک میں رہنے کی اجازت چاہی۔ فرمایا بہت اچھا۔ میں بعد نماز عشاء

.....(بیت) مبارک کی چھت پر پہنچا۔ حضور خود تو فرش ..... (بیت) پر چٹائی پر لیٹ رہے اور مجھے فرمانے لگے تم تو پیر ہو۔ پیروں کو بغیر چارپائی اور عمدہ بستر کے نیند نہیں آتی۔ میں نیچے سے تمہارے واسطے چارپائی اور بستر گدا اچھا سالاتا ہوں۔ میں تو یہ سن کر خوف سے کانپنے لگا کہ کہیں واقعی آپ یہ تکلیف گوارا نہ کریں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور مجھے زمین پر سونے کی عادت ہے۔ چھ چھ ماہ چلہ کشیاں کی ہیں۔ تب میری بات مانی۔ پھر پچھلی رات آنکھ کھلی تو فرمانے لگے صاحبزادہ صاحب جاگ اٹھے۔ وضو کے واسطے پانی لاؤں۔ میں نے عرض کیا حضرت! خدمت کے لئے تو میں حاضر ہوا تھا۔ آپ میری خدمت کے لئے تیار ہو گئے۔ فرمانے لگے کیا مضائقہ ہے؟ اللہ اللہ کیسی سادگی ہے اور اپنے خدام کے لئے کیسا ایثار ہے؟

قادیان میں سینکڑوں مہمان آتے تھے مگر حضور اپنے مہمانوں کی چھوٹی چھوٹی ضروریات اور آرام کا خود خیال رکھتے تھے۔

پیر سراج الحق صاحب جب قادیان آئے تو اس موقع کا اپنا یہ دلچسپ واقعہ بیان کرتے تھے کہ حضور نے ازراہ شفقت میرے لئے خصوصی طور پر ایک چارپائی دے رکھی تھی۔ جب مہمان آتے تو میری چارپائی پر آکر لیٹ جاتے اور میں چٹائی پر بستر بچھا لیتا۔ ایک دفعہ حضرت اقدس کو کسی نے اس کی خبر کر دی۔ حضور نے بلا کر فرمایا آپ زمین پر کیوں لیٹ رہے۔ برسات کا موسم ہے۔ سانپ بچھو کا خطرہ ہے۔ میں نے بتایا کہ مہمان آکر چارپائی لے لیتے ہیں اور میں کسی کو کچھ نہیں کہتا۔ حضور یہ سن کر اندر تشریف لے گئے اور ایک اور چارپائی بھجوادی۔ یہ دوسری چارپائی بھی ایک دو روز تو میرے پاس رہی پھر کسی نے لے لی۔ ادھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی خبر ہو گئی۔ آپ نے صبح کی نماز کے بعد مجھے طلب کر کے فرمایا صاحبزادہ صاحب بات تو یہی ہے جو تم کرتے ہو اور ہمارے احباب کو ایسا ہی کرنا چاہئے لیکن تم ایک کام کرو۔ ہم ایک زنجیر لگا دیتے ہیں۔ چارپائی میں زنجیر باندھ کر چھت پر لٹکا دیا کرو۔ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی یہ سن کر ہنس پڑے اور کہنے لگے ایسے بھی استاد آتے ہیں جو اس کو بھی اتار لیں گے۔ حضور بھی یہ سن کر مسکرا دیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام عام غرباء اور مساکین کا بھی بہت خیال رکھتے تھے۔ حضرت اماں جان کی شہادت ہے کہ حضور صدقات بہت دیتے تھے اور ایسے خفیہ دیتے کہ کسی کو پتہ ہی نہ لگتا تھا۔ آخری ایام میں تو جتنا روپیہ آتا اس کا دسواں حصہ پہلے ہی الگ فرما لیتے اور پھر اس کے علاوہ بھی دیتے اور بلا امتیاز ہر حاجت مند کو عطا فرماتے۔ جوانی میں تو اپنا کھانا تک فقراء کو کھلا کر خود چنوں پر گزارا کرتے تھے۔ غرباء کی دیگر ضروریات کا بھی خیال رکھتے۔ قادیان جیسے دیہات میں کوئی خاص طبی سہولتیں میسر نہ تھیں۔ آپ نے از خود غرباء کے مفت علاج کا ذمہ لے رکھا تھا۔ اس بارہ میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کا ایک چشم دید واقعہ قابل ذکر ہے۔ فرماتے ہیں ایک دفعہ بہت سی گنوار عورتیں بچوں کو دکھانے کے لئے آئیں۔ اتنے میں اندر سے بھی چند عورتیں شربت وغیرہ کے لئے برتن ہاتھوں میں لئے آنکلیں اور آپ کو دینی ضرورت کے لئے بڑا اہم مضمون لکھنا تھا اور جلد لکھنا تھا۔ میں بھی اتفاقاً جا نکلا۔ کیا دیکھتا ہوں حضرت کمربستہ کھڑے ہیں جیسے کوئی یورپین اپنی ڈیوٹی پر چست اور ہوشیار کھڑا ہے۔ آپ نے پانچ چھ صندوق کھول رکھے ہیں اور چھوٹی چھوٹی

شیشیوں اور بوتلوں میں سے کسی کو کچھ اور کسی کو کوئی عرق دے رہے ہیں۔ کوئی تین گھنٹے تک یہی بازار لگا رہا اور ہسپتال جاری رہا۔ فراغت کے بعد میں نے عرض کیا کہ حضور یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے اور اس طرح بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ اللہ اللہ ! کس نشاط اور طمانیت سے مجھے جواب دیتے ہیں کہ "یہ بھی دینی کام ہے۔ یہ مسکین لوگ ہیں۔ یہاں کوئی ہسپتال نہیں۔ ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا کر رکھتا ہوں جو وقت پر کام آتی ہیں۔ یہ ثواب کا کام ہے۔ مومن کو ان کاموں میں ست اور بے پرواہ نہیں ہونا چاہئے"۔

(سیرت عرفانی ۲۶۷)

اپنے آقا حضرت رسول کریم ﷺ کی سنت کی اتباع میں آپ کبھی سائل کو رد نہیں فرماتے تھے۔ دہلی کا واقعہ ہے آپ مزارات دیکھنے کے لئے تشریف لے جانے لگے تو کسی نے کہا کہ ان مزاروں کے راستہ میں گداگر بہت ہوتے ہیں۔ آپ نے کمال فیاضی سے فرمایا آج ہم چلتے ہیں۔ ہم سب کو دیں گے اور پھر جو چند گداگر ملے ان کو عطا فرمایا۔

ایک دفعہ ایک غیر احمدی سائل نے جنگل میں مسافروں کے لئے کنواں لگوانے کے واسطے مدد کی درخواست کی۔ آپ نے فوراً دو صد روپے پیش کر دیئے۔ ایک دن نماز کے بعد آپ گھر تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک سائل کی آواز کانوں میں پڑی۔ ہجوم کے باعث حضور توجہ نہ فرما سکے۔ اندر جا کر واپس تشریف لائے اور خدام کو سوالی کے بلانے کے لئے ادھر ادھر دوڑایا مگر وہ نہ ملا۔ شام کو پھر آیا تو حضور نے فوراً اسے کچھ عطا فرمایا۔ چند دن کے بعد کسی تقریب میں فرمایا اس دن جب وہ سائل نہ ملا میرے دل پر ایسا بوجھ تھا جس نے مجھے سخت بے قرار کر رکھا تھا اور میں ڈرتا تھا کہ مجھ سے معصیت سرزد ہوئی ہے کہ میں نے سائل کی طرف دھیان نہیں کیا اور جلدی اندر چلا گیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ وہ شام کو واپس آ گیا ورنہ نہ جانے میں کس اضطراب میں پڑا رہتا اور میں نے دعا بھی کی تھی کہ اللہ اسے واپس لائے۔

(خط مولوی عبدالکریم صاحب۔ 6 فروری 1900ء)

ایک دفعہ قادیان میں ایک سائل آیا۔ وہ روزانہ صبح پھیری لگا کر حضرت میر حامد شاہ صاحب کا یہ شعر گاتے ہوئے سوال کرتا تھا۔

ہوا ناصر خدا تیرا مرے اے قادیاں والے
ہمیں بخشی اماں تو نے ہے اے دارالاماں والے

رمضان کا مہینہ تھا۔ حضور نے اسے متعدد مرتبہ بہت کچھ دیا مگر وہ کہتا تھا میرا پیالہ بھر دو۔ عید کے دن وہ بڑا پیالہ لے کر آ گیا اور ....(بیت) کے دروازے پر چادر بچھا کر بیٹھ گیا۔ حضرت صاحب تشریف لائے تو کہا میرا پیالہ بھر دو۔ حضور مسکرائے اور اس میں ایک روپیہ ڈال دیا۔ پھر تو روپوں کا ایسا مینہ برسا کہ واقعی اس کا پیالہ بھر گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکت سے اس سائل کا پیالہ بھرتے دیکھ کر مجھے اپنا اور آپ سب کا بھی خیال آیا جو افتاں و خیزاں اپنی دعاؤں کے کشکول بھرنے قادیان آنکلے ہیں۔ آؤ سب مل کر خزانوں کے اس مالک سے التجا کریں کہ مولا!!۔

یہ نہ ہو روتے ہی رہ جائیں ترے در کے فقیر
اور ہنس ہنس کے روانہ ہوں رلانے والے

اور اس کے دربار میں اپنے خالی کاسے اور کشکول پھیلا کر اپنے پیارے امام کی زبان میں یہ عرض کریں۔۔

کشکول میں بھر دے جو میرے دل میں بھرا ہے

ہاں کشکول میں بھر دے جو اس دل میں بھرا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بادشاہوں کی طرح منہ مانگی چیز عطا فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ایک سوالی دریچے کے نیچے سے کرتا مانگتا تھا۔ حضور نے اپنا کرتہ اتار کر اس کے حوالے کر دیا۔ ایک دفعہ ڈاکیہ آیا تو کہا مجھے سردی لگتی ہے۔ اپنا کوٹ دے دیں۔ حضور اندر جاکر دو کوٹ لے آئے۔ فرمایا جو پسند ہے لے لو۔ اس نے کہا مجھے دونوں پسند ہیں۔ آپ نے دونوں دے دیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رفقاء بھی اس فیاضی سے خوب فیضیاب ہوتے تھے۔ حضرت شہزادہ عبداللطیف صاحب شہید نے ایک نہایت خوبصورت کامدار افغانی جبہ حضور کی خدمت میں تحفتہً پیش کیا تھا۔ خواجہ کمال الدین صاحب نے اس کی بہت تعریف کی اور کہا حضور مجھے عطا فرمادیں۔ عدالت میں پہن کر جاؤں گا تو ایک رعب ہوگا۔ حضور نے مسکراتے ہوئے بلا توقف وہ جبہ ان کو عطا فرمادیا۔

فیاضی کا ایک اور واقعہ حضرت حافظ نور احمد صاحب سوداگر پشمینہ بیان کرتے تھے کہ میرا کاروبار خسارہ ہونے سے بند ہو گیا تو میں نے سفر کا ارادہ کیا اور حضور سے کچھ روپیہ مانگا۔ حضور ایک صندوقچی اٹھا لائے اور میرے سامنے رکھ کر فرمایا جتنا چاہو لے لو۔ میں نے اپنی ضرورت کے موافق لے لیا گو حضور یہی فرماتے رہے کہ سارا ہی لے لو۔

حافظ صاحب کہا کرتے تھے میں تو ایک ہی بات کہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھوڑا دینا جانتے ہی نہ تھے۔

(سیرت عرفانی جلد 3 صفحہ 213)

آج نفسا نفسی کے اس دور میں جب انسان انسان کے خون کا پیاسا ہے اور بھائی بھائی کا گلا کاٹ رہا ہے، دشمنوں سے حسن سلوک نہ صرف جنس نایاب ہے بلکہ بڑی عجیب اور اوپری سی بات معلوم ہوتی ہے مگر خدا کے فرستادے تو یہی نادر اور نایاب اخلاق دنیا میں پیدا کرنے کے لئے آتے ہیں۔ حضور اپنی جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:۔

"بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میرا مذہب ہے کہ جب تک دشمن کے لئے دعا نہ کی جائے پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا۔ بلکہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے لئے دعا کرنا بھی سنت نبوی ہے....."۔

دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایسا قلب صافی عطا ہوا تھا جو بنی نوع انسان کے لئے محبت اور وفا کے جذبات سے معمور تھا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی آپ کے اشد ترین مخالف تھے اور آپ کو کافر و دجال قرار دینے میں انہوں نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی حتی کہ اپنا رسالہ اشاعۃ السنہ تو حضور کی مخالفت کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اسی رسالہ کے کئی خریدار سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے رسالہ بند کر دیا۔ مولوی صاحب نے ان کا نام رجسٹر خریداران سے خارج نہ کیا اور چندہ کا مطالبہ ان سے جاری رکھا۔ وہ کہتے کہ ہمارا حساب صاف ہے۔ مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس شکایت کی تو حضور نے فرمایا کہ ان دوستوں کو لکھ دو کہ "وہ اس سے حساب نہ کریں اور روپیہ بھیج دیں کہ کبھی میرے ساتھ تعلق رکھتا تھا اور وہ جس قدر مانگتا ہے بطور احسان کے دے دیں"۔

مولوی محمد حسین بٹالوی پر ایک زمانہ ایسا آیا کہ رسالہ اشاعۃ السنہ کی اشاعت کے لئے سخت مشکلات میں تھے۔ کوئی کاتب رسالہ لکھ کر نہ دیتا تھا۔ اپنے ہم مسلک مولوی ثناء اللہ صاحب سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا اجرت بھجوا دیں کام

کروادوں گا۔ تب مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پیغام بھجوایا کہ منشی غلام محمد کاتب سے جو ان دنوں قادیان میں کام کرتے تھے کتابت کروادیں۔ حضور نے فرمایا مولوی صاحب کو کہہ دو کہ وہ اپنی کاپیاں اور مضمون لے کر آجاویں میں اپنا کام بند کر کے ان کا کام کروادوں گا خواہ وہ میری مخالفت میں ہی ہو۔ سبحان اللہ! دشمن کے ساتھ بھی کیسا احسان اور وسعت حوصلہ کا سلوک ہے۔

آپ کے ایک اور معاند مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے بیٹے مرزا محمد بیگ صاحب نے جموں جاکر ملازمت کرنے کے لئے حضرت مولانا نورالدین صاحب طبیب مہاراجہ جموں کے نام حضور سے سفارشی خط چاہا تو حضور نے کمال وسعت قلبی کا ثبوت دیتے ہوئے حضرت مولوی صاحب کو لکھا کہ "آنمکرم کو معلوم ہوگا کہ اس کا والد مرزا احمد بیگ بوجہ اپنی بے سمجھی اور حجاب کے اس عاجز سے سخت کینہ اور عداوت رکھتا ہے۔ کچھ مضائقہ نہیں کہ ان لوگوں کی سختی کے عوض میں نرمی اختیار کر کے ادفع بالتی ھی احسن کا ثواب حاصل کیا جاوے"۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب نے حسب خواہش اسے پولیس میں نوکر کروادیا۔

(سیرت عرفانی 288)

ایک بار ایک مولوی صاحب قادیان آئے۔ حضور سے عقائد کے بارہ میں بحث سے تنگ آکر خاموش ہو رہے تو حضور نے فرمایا کیا آپ سمجھ گئے۔ اس نے کہا جی میں سمجھ گیا ہوں کہ آپ دجال ہیں کیونکہ اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ بحث میں دوسروں کا منہ بند کردے گا۔ یہ خلاف واقعہ بات سن کر بھی حضور نے اعراض کیا اور گھر تشریف لے گئے تو تھوڑی دیر بعد اس نے ایک رقعہ حضور کی خدمت میں بھیجا کہ میں ضرورت مند ہوں میرے ساتھ کچھ حسن سلوک ہونا چاہئے۔ حضور نے فوراً اسے پندرہ روپے بھجوادیئے۔ اس شخص نے جاکر امرتسر میں ایک اشتہار شائع کیا کہ میں نے ان کے منہ پر یہ کہا اور انہوں نے مجھ سے یہ سلوک کیا اور اگر وہ ذکر نہ کرتا تو کسی کو حضور کے اس سلوک کا پتہ نہ چلتا۔ اے سلامتی کے شہزادے تجھ پر سلام! کہ دشمن بھی تیرے انعام سے حصہ پاتا تھا۔

قادیان میں نہال سنگھ نامی ایک شخص سلسلہ کا بڑا دشمن تھا اور اس کی تحریک پر حضرت مولانا نورالدین صاحب پر ایک جھوٹا فوجداری مقدمہ بھی دائر ہوا تھا۔ ہمیشہ وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر احمدیوں کو تنگ کرتا تھا۔ گالیاں دیتے رہنا تو ایک معمول تھا۔ عین ان ایام میں جب مقدمات دائر تھے اس کے بھتیجے سنتا سنگھ کی بیوی کے لئے مشک کی ضرورت پڑی۔ اس وقت نہ صرف یہ کہ کسی دوسری جگہ سے مشک ملتا نہ تھا بلکہ بہت قیمتی چیز تھی۔ مگر نہال سنگھ نے جب حضور کے دروازے پر جاکر مشک کا سوال کیا تو حضور اس کے پکارنے پر فوراً تشریف لے آئے اور سوال سن کر بلا توقف یہ کہتے ہوئے اندر تشریف لے گئے ٹھہرو میں ابھی لاتا ہوں اور پھر کوئی نصف تولہ کے قریب مشک لاکر اس کے حوالہ کردیا۔

(سیرت عرفانی صفحہ 248)

بلاشبہ دشمنوں سے ایسا حسن سلوک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہی دل گردہ تھا۔

حضور کے آخری زمانہ کی بات ہے بیت اقصیٰ میں حضور تقریر فرمارہے تھے اور لاہور کے کچھ لوگ اور قادیان کے ہندو بھی موجود تھے۔ حضور فرمارہے تھے دیکھو ایک زمانہ تھا کہ میں اکیلا بٹالے جایا کرتا تھا۔ انہیں ایام میں خدا تعالیٰ نے

مجھے کہا کہ "میں تیری طرف آنے کے لئے لوگوں کے راستہ کو کثرت استعمال سے ایسا کردوں گا کہ ان میں گڑھے پڑ جائیں گے۔ مگر تم نے دل میں گھبرانا نہیں۔ خدا خود تیرا سارا سروسامان تیار کرے گا۔ اب دیکھ لو خدا نے کس طرح میرے لئے سازوسامان تیار کردیا ہے۔

تقریر ابھی جاری تھی کہ دو سکھ بیت میں داخل ہوئے۔ انہوں نے تقریر میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کی۔ دو سپاہی ان کو پکڑ کر لے گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تقریر کے بعد اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے فوراً تھانیدار کو پیغام بھجوایا کہ ان سکھوں کو چھوڑ دو اور کچھ نہ کہو۔ چنانچہ اس نے چھوڑ دیا۔

(سیرت المہدی روایت......)

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے بارہ میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کا جامع بیان پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہایت رؤف و رحیم تھے۔ سخی تھے، مہمان نواز تھے...... عفو چشم پوشی، خاکساری، وفاداری، سادگی.... ایفائے عہد، حسن معاشرت، وقار..... خوش روئی اور کشادہ پیشانی آپ کے ممتاز اخلاق تھے۔

میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس وقت دیکھا جب میں دو برس کا بچہ تھا۔ پھر آپ میری ان آنکھوں سے اس وقت غائب ہوئے جب میں ستائیس سال کا جوان تھا مگر میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے آپ سے بہتر، آپ سے زیادہ خوش اخلاق، آپ سے زیادہ نیک، آپ سے زیادہ بزرگانہ شفقت رکھنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ آپ ایک نور تھے جو انسانوں کے لئے دنیا پر ظاہر ہوا اور ایک رحمت کی بارش تھے جو ایمان کی لمبی خشک سالی کے بعد اس زمین پر برسی اور اسے شاداب کر گئی"۔

مخلوق خدا کی حقیقی فلاح و بہبود کا یہی وہ سچا جذبہ تھا جو آپ کو کشاں کشاں دعوت الی اللہ کے میدان میں لے آیا تھا۔ خود فرماتے ہیں۔:

نہ من از خود نہم در کوچہ پندو نصیحت پا
کہ ہمدردی برد آنجا بہ جبرو زور و اکراھم

میں نے وعظ و نصیحت کے اس کوچے میں از خود پاؤں نہیں رکھا بلکہ مخلوق خدا کی ہمدردی مجھے مجبور کرکے اس میدان میں لے آئی ہے۔

مخلوق خدا کی ہدایت کا یہی درد جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سینے میں موجزن تھا آج خدا تعالیٰ نے ان کے نافلہ خلیفہ المسیح الرابع کے دل میں ودیعت فرمایا ہے اور یہی درد وہ اپنی جماعت کے دل و سینہ میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کس جوش اور جذبے سے فرماتے ہیں:-

"تبلیغ کی جو جوت میرے مولیٰ نے میرے دل میں جگائی ہے اور جو شمع میرے دل میں روشن کی ہے اسے بجھنے نہیں دینا۔ اسے بجھنے نہیں دینا، تمہیں خدائے واحد و یگانہ کی قسم ہے اسے بجھنے نہیں دینا۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دین محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

غیر ملکی زبانیں سیکھنا ایک دلچسپ اور مفید مشغلہ

(تحریر: محمود احمد انیس)

آج جس تیزی کے ساتھ بین الاقوامی طور پر مختلف قوموں اور مختلف ممالک کے ایک دوسرے کے ساتھ روابط بڑھ رہے ہیں اور مختلف امور پر سمجھوتے طے پر رہے ہیں وہ علاوہ اور باتوں کے اس بات کے بھی مقتضی ہیں کہ دنیا کے مختلف خطوں میں بولی جانے والی زبانوں پر بھی عبور حاصل کیا جائے۔

تجارت کا میدان ہو یا تعلیم کا یا کسی فنی تربیت کا' فوجی ہتھیاروں کی لین دین کا معاملہ ہو یا فیکٹریوں کارخانوں کی مشینری کی خرید و فروخت یا مصنوعات کے تبادلے کا مسئلہ۔ ہر کام کے لئے غیر ملکی زبانوں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ ایک مدت تک مختلف قوموں نے انگریزی زبان سے نفرت کی اب وہ بھی اس بات پر مجبور ہیں کہ اپنے ممالک میں اسے رواج دیں کیونکہ یہ ان کی ضرورت ہے اس کے بغیر ان کے کاموں میں روکاوٹیں بن رہی ہیں۔

زمانہ کی ان بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر اگر کسی غیر ملکی زبان پر عبور حاصل کر کے ترجمانی کے کام کو بطور مشغلہ اپنایا جائے تو یہ بڑا منافع بخش کام ہے۔ بڑے بڑے مشاہروں پر صاف ستھرے ماحول میں مختلف سہولیات سے مستفید ہوتے ہوئے آپ ترجمانی کا کام کر سکتے ہیں۔ اور پھر زبانیں سیکھنے کیلئے یہ بھی پابندی نہیں کہ آپ کا اعلیٰ تعلیمی معیار ہو۔ متوسط درجے کے طلباء بھی اس فیلڈ میں آسکتے ہیں۔

زبانیں سیکھنے کے بعد مختلف جگہوں پر ترجمانی کا کام کرنے کے مواقع مل سکتے ہیں۔ سفارتخانوں میں apply کیا جا سکتا ہے۔ مختلف غیر ملکی کمپنیوں کے ساتھ رابطہ کیا جا سکتا ہے۔ Tourist Guide کے طور پر کام کیا جا سکتا ہے جس سے نہ صرف آپ کو آمدنی ہوگی بلکہ ساتھ ساتھ سیر و سیاحت کا موقعہ بھی مفت میں مل جائے گا۔ ایسا ہی ملک کے بڑے بڑے تاجروں کے ساتھ جو ایکسپورٹ امپورٹ کا کاروبار کرتے ہیں رابطہ کیا جا سکتا ہے۔ کتب' ڈاکومنٹس کے تراجم وغیرہ کا کام بھی غیر ملکی زبان سیکھ کر کیا جا سکتا ہے۔

اگر آپ اچھے ترجمان ہیں تو عین ممکن ہے آپ کو بیرون ملک جانے والے سرکاری وفود اور ایسا ہی غیر ممالک سے آنے والے وفود کے ساتھ ترجمانی کا موقع مل جائے۔ زیادہ نہیں تو کچھ نہ کچھ ابتدائی تعارف مشہور مشہور زبانوں کا ضرور

ہونا چاہیئے ورنہ کہیں یہ نہ ہو کہ آپ کسی چیز پر چند حروف چینی زبان کے لکھے ہوئے دیکھیں اور سمجھ لیں کہ یہ چین کی بنی ہوئی ہے خواہ انہی لکھے ہوئے چینی الفاظ کا یہ مطلب ہو کہ "Made in Pakistan" زبانیں جاننے کے عمومی فوائد میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اگر آپ کسی غیر ملکی سے اس کی زبان میں بات کریں تو وہ آپ سے ملنے میں اجنبیت محسوس نہیں کرے گا اور آپ سے بات بڑھانے کی کوشش کرے گا اس طرح آپ اپنے تعلقات وسیع کرسکتے ہیں۔

پھر زبانیں سیکھنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اگر آپ کسی ملک کے اندرونی حالات' سیاست' جغرافیہ' ثقافت' رہن سہن' مذہب' یا لٹریچر یا اپنے کسی Profession کے لحاظ سے کسی خاص بات پر ریسرچ کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو صحیح تحقیق کرنے کیلئے ضرور وہاں کی زبان کی سوجھ بوجھ ہونی چاہئے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہمارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی ہمیں مختلف زبانیں سیکھنے کی تحریک فرمائی ہے اور حضرت صاحب کی اس کام میں ذاتی دلچسپی کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ MTA پر حضرت صاحب کے ساتھ زبانیں سیکھنے کا ایک نئے انداز سے سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ اس پروگرام کے ذریعے آپ گھر بیٹھے زبانیں سیکھ سکتے ہیں۔

اس طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت جس تیز رفتاری کے ساتھ پھیلتی جارہی ہے اس کے پیش نظر جماعت کو کتب وغیرہ کا ترجمہ کرنے والوں' خطبات و تقاریر کا رواں ترجمہ کرنے والوں کی ضرورت ہے۔ اس میدان میں اگر آپ کو معاونت کی توفیق مل جائے تو یہ بڑی خوش نصیبی کی بات ہوگی۔

پاکستان میں زبانیں سکھانے کیلئے قومی ادارہ "نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ماڈرن لینگو یجز" کے نام سے اسلام آباد میں ہے۔ جہاں تقریباً چودہ زبانیں سکھائی جاتی ہیں۔ جن میں عربی' چینی' فرنچ' انگلش' جرمن' ہندی' انڈونیشین' جاپانی' فارسی' ترکی' اردو' روسی' تاجکی اور ازبک وغیرہ زبانیں شامل ہیں۔ داخلے سال میں دو دفعہ ہوتے ہیں (جنوری اور اگست میں) چھ ماہ کے کورسز کی فیس تقریباً -/4500 روپے ہیں جن میں ٹرانسپورٹ کی فیس بھی شامل ہے۔ لڑکوں کیلئے محدود پیمانے پر ہوسٹل کی سہولت بھی ہے جس میں -/1000 روپے ماہانہ خرچ ادا کرنا پڑتا ہے۔ ہوسٹل میں رہنے کی صورت میں -/250 روپے ماہانہ کے حساب سے آپ کا ٹرانسپورٹ خرچ بچ جائے گا۔ فیس چھ ماہ کیلئے ایڈوانس لی جاتی ہے۔

جنوری تا جون سیشن میں داخلہ کیلئے درخواستیں عموماً وسط دسمبر تک انسٹی ٹیوٹ میں پہنچ جانی چاہئیں جو انسٹی ٹیوٹ کے مقررہ فارم پر ہی دی جاسکتی ہیں اور اگست تا دسمبر سیشن کیلئے جولائی کے وسط تک درخواستیں جمع کروائی جاسکتی ہیں۔ ہر سیشن کے آغاز سے پہلے قومی اخبارات میں بھی اشتہار چھپ جاتا ہے۔ ابتدائی کورسز میں داخلہ کیلئے اگست تا دسمبر سیشن زیادہ بہتر رہتا ہے۔ مزید تفصیلات انسٹی ٹیوٹ کا پراسپیکٹس منگوا کر حاصل کی جاسکتی ہیں۔

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

سگریٹ نوشی اور اس کے برے اثرات

(شہزاد سعید ملک وحدت کالونی لاہور)

کہا جاتا ہے سر والٹر ریلے (Walter Raleigh) جو کہ ملکہ الزبتھ کے ایک مشہور درباری تھے جب امریکہ سے واپس آئے جہاں انہیں ایک نو آبادیاتی مہم پر بھیجا گیا تھا تو وہ اپنے ساتھ ایک نئی دنیا سے پرانی دینا میں دو نئے تحفے لائے۔ ان میں سے ایک تحفہ آلو ہے اور دوسرا تمباکو۔ اور یہ دونوں کچھ ہی عرصے میں وہ پوری دنیا کے لوگوں میں مقبول ہو گئے۔ آلو تو انسان کیلئے بہت ہی بڑی نعمت ثابت ہوئے لیکن تمباکو انسانیت کے لئے تباہی اور بربادی کا سبب بنا۔

تمباکو ایک ایسی بنیادی فصل ہے جو انسان اپنی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے نہیں اگاتا بلکہ ایک عادت کو اپنانے کے لئے اگاتا ہے اور اس کے نقصان دہ اثرات فیصلہ کن طور پر ثابت کیے جا چکے ہیں۔ اس بری عادت کی تشفی تمباکو کو مختلف طریقوں سے استعمال کر کے پوری کی جاتی ہے۔ مثلاً سگریٹ نوشی' سگار' پائپ اور حقے وغیرہ میں اس کا دھواں منہ کے ذریعے پھیپھڑوں تک لے جایا جاتا ہے۔ نسوار میں اسے سونگھ کر عادت کی تشفی کی جاتی ہے اور پان میں اسے چبایا جاتا ہے۔

شروع شروع میں مغربی دنیا کے لوگوں نے پائپ اور سگار پینے شروع کیے اور مشرقی دنیا میں حقے مقبول ہوئے۔ اس زمانے میں سگریٹ زیادہ مقبول نہیں تھے تاہم ان کا استعمال 1905ء سے اب تک تقریباً 150 گنا سے بھی زیادہ بڑھ چکا ہے جب کہ سگار اور پائپ کا استعمال کم ہو گیا ہے۔ امریکہ میں آج کل ہر سال لوگ تقریباً 5 کھرب سگریٹ پی جاتے ہیں اور تقریباً 7 ارب سگار پی جاتے ہیں۔

پاکستان جو کہ ایک ترقی پذیر ملک ہے تمباکو کی پیداوار اور استعمال میں کسی سے پیچھے نہیں رہا۔ پاکستان اس وقت دنیا بھر میں تمباکو پیدا کرنے والا دنیا کا آٹھواں بڑا ملک ہے۔ تمباکو کی پیداوار کئی دوسری غذائی اہمیت کی حامل پیداواروں کی نست بہت زیادہ تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ 1947ء میں تمباکو 28 ہزار ایکڑ رقبے پر کاشت ہوتا تھا لیکن اب یہ 135 ہزار ایکڑ تک بڑھ گیا ہے۔ اس کی پیداوار 16 ہزار ٹن سالانہ سے 74 ہزار ٹن سالانہ تک بڑھ گئی ہے۔ جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو اس وقت ملک میں کوئی بھی سگریٹ کی فیکٹری نہ تھی لیکن اب یہ تعداد تقریباً 25 ہے۔ یہ فیکٹریاں سالانہ تقریباً

34 ارب سگریٹ تیار کرتی ہیں لیکن پھر بھی مکمل طور پر اس کی طلب کو پورا نہیں کر پاتیں۔ آزادی کے وقت صرف چند لاکھ سگریٹ درآمد اور استعمال کئے جاتے تھے۔ لیکن سگریٹ نوشی کی آزادی پچھلے تین سالوں کے دوران دس ارب سالانہ سگریٹ کے استعمال میں اضافے کا سبب بنی ہے۔ حتی کہ دیہاتی لوگ بھی حقے سے سگریٹ کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔

امریکی تقریباً ۴ کھرب ڈالر سالانہ سگریٹ نوشی پر ضائع کر دیتے ہیں۔ اگرچہ پاکستان میں یہ رقم صرف تقریباً ساڑھے تین ارب روپے ہے لیکن ہمارے معیار کو دیکھتے ہوئے یہ بھی بہت بڑی رقم ہے۔ بات صرف یہیں ختم نہیں ہوتی اس وجہ سے آبادی میں کام کرنے کی صلاحیت میں بھی کمی آجاتی ہے۔ اس کے علاوہ لوگوں کی اوسط عمر میں کمی' ادویات اور ہسپتالوں کے اخراجات میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ دراصل تمباکو نوشی انسان کا خود کو لگایا ہوا زخم ہے۔ اس کے صحتی پہلو شدید ہیں اور بہت شدید سماجی اور معاشی نتائج نکلتے ہیں۔

تمباکو نوشی نے خاص طور پر سگریٹ نوشی نے بہت سی بیماریاں پیدا کی ہیں۔ جن میں کئی بہت ہی جان لیوا ثابت ہوئی ہیں اور انہوں نے کئی دوسری بیماریوں کو بہت بڑھا دیا ہے یا ان کو مزید بگاڑ دیا ہے۔ ان میں زیادہ اہم پھیپھڑوں کا سرطان' ہونٹوں' زبان' منہ' نرخرے (Larynx)' فیرنکس (Pharynx) اور مثانے (Bladder) کا کینسر تمباکو نوشی کرنے والوں کے درمیان بڑھ رہا ہے۔ (Gastro Enestic) السر بھی تمباکو نوشی کرنے والوں میں دوسروں کی نسبت زیادہ بڑھ رہا ہے۔ تمباکو نوشی نے دل کے امراض کی تعداد میں بھی اضافہ کر دیا ہے۔ اس سے شرح اموات میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔

اب تک تمباکو نوشی کی وجہ سے جو بیماری سب سے زیادہ جان لیوا ثابت ہوئی ہے وہ کینسر ہے جس نے عملی طور پر ہر قوم کو اپنی گرفت میں لیا ہے تاہم امریکہ اس کا بدترین شکار ہے۔ سینکڑوں سائنسدان وہاں کی جدید سامان سے آراستہ لیبارٹریوں میں کینسر کے علاج کو دریافت کرنے کے لئے مصروف ہیں لیکن ابھی تک وہ اس کا کوئی یقینی علاج نہیں دریافت کر سکے ہیں۔

تمباکو نوشی پاکستان کے لوگوں میں بہت تیزی سے مقبول ہو رہی ہے خاص طور پر نوجوان نسل میں اس کی نسبت خطرناک حد تک تصور کی جاتی ہے حتی کہ خواتین بھی اس سے بچی ہوئی نہیں ہیں۔ تیزی سے ہوتی ہوئی شہری ترقی' تیز رفتار زندگی سے پیدا ہونے والا تناؤ' خاندانوں کا ٹوٹنا اور والدین کی نافرمانی جدید دنیا کی خصوصیات ہیں۔ چونکہ نئی زندگی کے اطوار کی ابتداء اور تخلیق مغرب میں ہوئی تھی اس لئے مغربی نوجوان کی سرکشی کی اندھادھند تقلید کی گئی۔ تمباکو نوشی ایک مرتبے (Status) کی نشانی بھی بن چکی ہے اور بعض لوگ اسے بڑے پن کی علامت بھی سمجھتے ہیں۔

مغرب میں تمباکو نوشی کے خلاف مستقل مہم کئی سالوں سے جاری ہے۔ پاکستان میں بھی ارباب اختیار نے اگرچہ بہت دیر کے بعد اسکے مضر اثرات محسوس کئے ہیں تاہم سگریٹ کمپنیوں کے لئے یہ لازم بنایا گیا ہے کہ وہ سگریٹ کے ہر پیکٹ پر صحت کے متعلق تنبیہ لکھیں۔ لیکن مہم بے پرواہی اور بے توجہی سے کی گئی ہے۔ اگر وہ واقعی اس کے

بقیہ صفحہ 27 پر

ٹیلی مواصلات کی تیز رفتار دنیا

(محمد نعمان لطیف آباد ۔ حیدر آباد)

ٹیلی مواصلات سائنس کی تاریخ کا ایک ایسا سنہری باب ہے جس نے انسانی زندگی میں ایک انقلاب کی سی کیفیت پیدا کردی۔ آج کا انسان بڑی حد تک اپنے ہر شعبہ زندگی میں ٹیلی مواصلات کا مرہون منت ہے۔ گراہم بیل کی ٹیلیفون کی ایجاد کے بعد سے اس شعبہ میں ایسی ترقیات ہوئی ہیں جنہیں دیکھ کر ایک عام انسان حیرت کدوں میں کھو جاتا ہے۔ ابھی یہیں پر بس نہیں ہے بلکہ مستقبل میں ہونے والی مزید حیران کن تبدیلیوں کے آثار بھی ابھی سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ اس مضمون میں ایک عام قاری کے لئے ایسی معلومات پیش کی جا رہی ہیں جن سے ٹیلی مواصلات کے بنیادی خطوط کو سمجھنے میں بڑی مدد ملے گی۔

برقی مقناطیسی لہریں

ٹیلیفون، ریڈیو، ٹیلیوژن اور دوسرے تمام مواصلاتی ذرائع میں بنیادی طور پر برقی مقناطیسی لہروں کا استعمال ہوتا ہے۔ لہر کی ایک مکمل حرکت، سائیکل (Cycle) کہلاتی ہے۔ ایک سیکنڈ میں کسی لہر کے جتنے سائیکل گزریں وہ اس کی فریکوئینسی (Frequency) کہلاتی ہے۔ یہ فریکوئینسی صفر سے لیکر کروڑوں ہرٹز تک ہو سکتی ہے۔ آواز اور تصویر کے لئے مختلف آلات میں مختلف فریکوئینسی کے اشارے (Signal) استعمال ہوتے ہیں۔

ریڈیو اور ٹیلی ویژن

آواز اور تصویر کو ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں مختلف آلات کی مدد سے برقی اشاروں میں تبدیل کیا جاتا ہے اور پھر ان اشاروں کو ٹرانسمیٹر کے ذریعے فضا میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ فضا میں یہ لہریں بڑی تیزی کے ساتھ سفر کرتی ہیں لیکن مختلف فریکوئینسی کی لہروں کے سفر کی ایک حد ہوتی ہے جس کے بعد وہ ضائع ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا مختلف فاصلوں پر بوسٹر (Booster) بنا کر ان لہروں کو حاصل کیا جاتا ہے اور پھر نئے سرے سے فضا میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس طرح سے ایک ایسا نظام (Network) بن جاتا ہے جس کے اندر یہ اشارے موجود رہتے ہیں۔ جنہیں ہمارے ریڈیو یا ٹی وی سیٹ کا انٹینا حاصل کرتا ہے اور حاصل کردہ کمزور سگنل کو طاقتور

(Amplify) کرنے کے بعد انہیں آواز اور تصویر میں تبدیل کر دیتا ہے۔ ان اشاروں کو آواز میں تبدیل کرنے کے لئے اسپیکر اور تصویر میں تبدیل کرنے کے لئے کیتھوڈ رے ٹیوب (Cathode Ray Tube) کا استعمال ہوتا ہے جسے عام زبان میں پکچر ٹیوب کہا جاتا ہے۔ رنگین ٹیلیوژن کی نشریات کیلئے آواز اور تصویر کے اشاروں کے علاوہ رنگوں کے لئے ایک الگ برقی اشارہ (Singal) ہوتا ہے۔ جسے رنگین ٹی وی سیٹ شناخت کرنے کے بعد تصویر میں ظاہر کر دیتا ہے۔ یہ اشارے بنیادی طور پر سبز، سرخ اور نیلے رنگ کے ہوتے ہیں اور دوسرے رنگ انہیں تین رنگوں کی مختلف مناسبت میں آمیزش سے بنتے ہیں۔

ماڈیولیشن Modulation

ٹرانسمیٹر سے سگنل بالکل اسی طرح سے نشر نہیں کیا جاتا جس طرح سے حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں بہت سی قباحتیں ہوتی ہیں۔ سب سے بڑی قباحت یہ ہے کہ چونکہ انسانی آواز کی فریکوئنسی 300 سے لیکر 3000 ہرٹز تک ہی ہوتی ہے لہٰذا اس صورت میں مختلف ریڈیو اور ٹی وی اسٹیشنوں کے سگنل ایک دوسرے میں مل کر سارا نظام درہم برہم کر دیں گے۔ دوسری قباحت یہ ہے کہ آواز کی اتنی کم فریکوئنسی کی لہریں زیادہ دور تک نہیں جاسکتیں اور ان کو نشر کرنے کے لئے بھی ایسے انٹینا کی ضرورت ہوگی جس کا قطر کلومیٹروں کے حساب سے ہو جو کہ بالکل ناممکن ہے۔ لہٰذا ان سگنلز کو پہلے ماڈیولیٹ کیا جاتا ہے۔ اس کی مثال اس طرح سے دی جاسکتی ہے کہ گویا ایک کاغذ کے ٹکڑے کو اگر دور تک پھینکنا مقصود ہو تو اسے پتھر پر لپیٹ کر پھینکا جاتا ہے۔ ان کمزور اشاروں کو کسی بڑی فریکوئنسی کے اشاروں کے ساتھ ملا کر نشر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ماڈیولیشن کی مدد سے ہر اسٹیشن ایک ہی آواز اور تصویر کو مختلف فریکوئنسی کے اشاروں سے نشر کر سکتا ہے۔ ریڈیو اور ٹی وی سیٹ ان سے اصل اشاروں کو علیحدہ کر کے صرف انہیں ہی بڑا کرتے ہیں۔

ٹیلی فون

ٹیلی فون سیٹ ایک طرف آواز کو برقی مقناطیسی لہروں میں تبدیل کرتا ہے جو تاروں اور دوسرے واسطوں سے سفر کر کے دوسرے سیٹ تک پہنچتی ہیں۔ دوسری طرف یہ آمدہ برقی اشاروں کو آواز میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اس طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ اس طریق کار کے ذریعے ہر دو ٹیلیفون سیٹوں کے آپس کے رابطے کے لئے علیحدہ تاروں کی ضرورت ہوتی ہے لیکن بڑے پیمانے پر ٹیلی فون کے استعمال میں یہ چیز ممکن نہیں ہے۔ آج کی جدید ٹیلی فون ایکسچینج میں خود کار ملٹی پلیکسنگ Multiplexing کا نظام ہوتا ہے جس کے ذریعے ایک ہی تار سے بیک وقت بہت سی مختلف لائنوں کے سگنل سفر کرتے ہیں۔

یہ تمام برقی مقناطیسی اشارے جو ریڈیو، ٹی وی اور ٹیلی فون وغیرہ میں استعمال ہوتے ہیں مختلف واسطوں (Mediums) سے سفر کرتے ہیں۔

تاریں

ٹیلی فون کے نظام میں زیادہ تر تانبے کی بنی ہوئی تاروں کو استعمال کیا جاتا ہے جن کے ذریعے یہ برقی اشارے سفر کرتے

ہیں۔ کم فریکوینسی کے سگنل کے لئے عام تار جب کہ زیادہ بڑی فریکوینسی کے سگنلز کے لئے کوایکسیل تار (Co-Axial wire) استعمال کی جاتی ہے۔ ٹیلی ویژن میں انٹینا سے لیکر سیٹ تک یہ سگنل تار کے ذریعہ سے ہی سفر کرتے ہیں۔

آپٹیکل فائبر

یہ سگنلز کی ترسیل کا سب سے جدید واسطہ ہے جس کا عملی استعمال اسی کے عشرہ میں شروع ہوا۔ آپٹیکل فائبرز دراصل تاروں کے قائمقام ہیں جن سے تاروں کے مقابلہ میں کئی گنا بہتر فوائد اور اچھے نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ یہ بالوں کی موٹائی کے برابر گلاس پائپ ہوتے ہیں جن سے روشنی کی صورت میں سگنل کو گذارا جاتا ہے۔ آواز کے سگنل کو برقی سگنل اور پھر برقی سگنل کو روشنی دینے والے ڈائیوڈز (L. E. D's) کی مدد سے یا لیزر (Laser) کی مدد سے روشنی میں تبدیل کیا جاتا ہے اور دوسرے سرے پر ان روشنی کے اشاروں کو پھر سے برقی اور آواز کے اشاروں میں تبدیل کردیا جاتا ہے۔ دنیا کے زیادہ تر ممالک تاروں کے نظام کو اس سے تبدیل کر رہے ہیں۔ تقریباً چالیس کلوگرام تاروں کی جگہ ایک کلوگرام وزن کے آپٹیکل فائبرز استعمال ہوتے ہیں۔ اور کارکردگی میں بے حد اضافہ ہوتا ہے۔ ان کے ذریعہ آواز کے ساتھ ساتھ تصویر کے سگنل بھی بھیجے جاسکتے ہیں جس سے ویڈیو ٹیلی فون کا رواج پڑا جس سے یہ سہولت ہوتی ہے کہ گفتگو کے دوران بولنے والے کی تصویر بھی دیکھی جاسکتی ہے۔ آپٹیکل فائبر اور مواصلاتی سیاروں کے اشتراک عمل سے مواصلاتی نظام دن بدن بہتری کی طرف مائل ہے۔ پاکستان کے بھی تمام بڑے شہروں میں یہ بچھادیئے گئے ہیں اور دوسرے علاقوں تک بھی یہ سلسلہ پھیلایا جارہا ہے۔

ریڈیائی لہریں

یہ بھی برقی مقناطیسی لہروں کی ایک قسم ہے اور ٹیلی مواصلات کا ایک بہت بڑا اور انقلابی ذریعہ ہے۔ ان لہروں نے ریڈیو، ٹیلی ویژن، موبائیل ٹیلی فون اور سیاراتی مواصلات کا استعمال ممکن بنایا۔ ہرٹز نامی سائنسدان کی دریافت کردہ ان لہروں میں یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ یہ ہماری فضاء اور خلا میں بھی سفر کرسکتی ہیں۔ اسی صلاحیت کو استعمال کرتے ہوئے ریڈیو اور ٹی وی اسٹیشن اپنی نشریات کو نشر کرتے ہیں جنہیں ہمارے ریڈیو اور ٹی وی سیٹ حاصل کر کے اور بڑا کر کے ہمیں دکھاتے ہیں۔ راڈار اور ریڈیائی دوربینوں میں بھی یہی لہریں استعمال ہوتی ہیں۔ ان لہروں کو فضاء میں چھوڑ دیا جاتا ہے اور جب یہ کسی چیز سے ٹکرا کر واپس آتی ہیں تو اسکرین پر اس کی موجودگی ظاہر کرتی ہیں۔

مصنوعی سیارے

مواصلات کے لئے استعمال ہونے والے مصنوعی سیارے بھی ریڈیائی لہروں کو استعمال میں لاتے ہیں۔ زمینی اسٹیشن چونکہ ایک خاص حد تک اپنے نشریاتی سگنل بھیج سکتے ہیں اس لئے ان کو دور تک پہنچانے کے لئے ان سیاروں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ سیارے زمین کے گرد اپنا چکر چوبیس گھنٹوں میں پورا کرتے ہیں اور چونکہ زمین بھی اپنے محور کے گرد اتنے ہی وقت میں اپنا سفر پورا کرتی ہے لہٰذا زمین سے دیکھنے پر یہ

ساکن نظر آتے ہیں۔ ایسے سیاروں کو جیو اسٹیشنری سیارے (Geostationary Settel) کہا جاتا ہے۔ اس نوعیت کا پہلا سیارہ آرلی برڈ (Early Bird) نامی تھا جسے 1965ء میں خلا میں چھوڑا گیا تھا۔ اس وقت بہت سے جدید مواصلاتی سیارے خلا میں موجود ہیں۔ زمینی اسٹیشن سے ریڈیائی سگنل سیارے کی طرف بھیجے جاتے ہیں جو اس کے ذریعے زمین کے کسی دوسرے حصے میں نشر کر دیئے جاتے ہیں۔ تین مواصلاتی سیاروں کے ذریعے پوری دنیا کا احاطہ کیا جا سکتا ہے۔ (M T A) کی نشریات کو پوری دنیا تک پہنچانے کے لئے بھی تین مختلف سیاروں سے کام لیا جا رہا ہے۔ ابھی تک تو سیاروں سے نشر ہونے والے سگنل کو وصول کرنے کے لئے ڈش اینٹینا کی ضرورت ہوتی ہے لیکن کوششیں جاری ہیں اور امید ہے کہ بہت جلد عام اینٹینا سے ان سگنلز کو وصول کرنا بھی ممکن ہو جائے گا۔ یہ مواصلاتی سیارے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی نشریات کے علاوہ بین البراعظمی ٹیلی فون رابطے کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں۔

انٹرنیٹ اور فیکس

وقت کے ساتھ ساتھ ان مواصلاتی ذرائع کے استعمال میں سہولت اور ان سے زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی رہی۔ انٹرنیٹ (Internet) آج کی تیز رفتار ترقی کے لئے ایک جزو لازم بن گیا ہے۔ اس نظام میں ٹیلیفون لائنوں کی مدد سے پوری دنیا کے پچاس لاکھ سے زائد کمپیوٹرز آپس میں ملا دیئے گئے ہیں اور اس تعداد میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ یہ نظام ہمہ جہت خصوصیات کا حامل ہے اور اس سے مختلف انداز میں فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اس نظام میں اور بہت سی باتوں کے علاوہ ہر شعبہ زندگی کے بارے میں نئی سے نئی معلومات کو محفوظ (Store) کر دیا جاتا ہے اور ہر ممبر کسی بھی میدان میں ہونے والی تازہ ترین ریسرچ کو سیکنڈوں میں حاصل کر سکتا ہے۔ اس طرح بیش بہا علمی خزانوں سے بغیر زیادہ سر کھپائے اپنے مطلب کی چیز حاصل کی جا سکتی ہے۔ الیکٹرانی ڈاک (Electronic Mail) بھی اسی نظام کا ایک حصہ ہے۔ جس کے ذریعہ کوئی بھی ممبر کسی دوسرے ممبر سے رابطہ کر کے اسے پیغام بھیج سکتا ہے اور چند لمحوں میں اس کا جواب بھی حاصل کر سکتا ہے۔ روزانہ کی تازہ ترین اخبار کا کمپیوٹر اسکرین پر مطالعہ کیا جا سکتا ہے یا اپنے پرنٹر کے ذریعے اس کی کاپی حاصل کی جا سکتی ہے۔ پاکستان میں بھی مختلف ادارے کسی حد تک یہ سروس فراہم کر رہے ہیں۔ مستقبل قریب میں امید ہے کہ یہ نظام بہت عام ہو جائے گا اور اس کے ذریعہ زندگی کے مختلف شعبوں میں انقلابی تبدیلیاں رونما ہونگی۔ اسی نظام کی مدد سے ٹیلی کانفرنس (Tele_Conference) کا انعقاد ممکن ہوا ہے۔ بی بی سی یا سی این این دیکھنے والے اس سے اچھی طرح واقف ہونگے کہ مختلف شہروں میں موجود دو تین افراد بیک وقت ٹی وی اسکرین پر اس طرح محو گفتگو ہوتے ہیں گویا کہ آمنے سامنے بیٹھے ہوں۔

فیکس (Fax) میں بھی ٹیلی فون لائن کے ذریعہ کسی پیغام کو ایک جگہ دوسری جگہ منتقل کیا جاتا ہے۔ لیکن الیکٹرانی ڈاک (E_Mail) اس سے کئی لحاظ سے بہتر ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ اس کا استعمال زیادہ ہوتا چلا جائے گا۔ انٹرنیٹ کے

بقیہ صفحہ 27 پر

ایک داعی الی اللہ کی کہانی

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"دہلی کے پرے بہت کم لوگوں کو ہمارے دعاوی کی خبر ہے- اس کا انتظام یوں ہونا چاہیئے کہ ایک لمبا سفر کیا جاوے اور اس میں یہ تمام کتب جو کہ بہت سا ذخیرہ پڑا ہوا ہے تقسیم کی جاویں تاکہ (دعوت الی اللہ) ہو"۔

(ملفوظات جلد ششم صفحہ 38)

حضرت فضل عمر فرماتے ہیں کہ:-

"کیا آپ سفر کرسکتے ہیں اکیلے بوجھ اٹھا کر- بغیر اس کہ آپ کی جیب میں کوئی پیسہ ہو"؟ (از مجھے آپ کی تلاش ہے)

یوں تو بے شمار داعیان نے امام وقت کی آواز پر لبیک کہا مگر مجھے آج جس داعی کا خصوصیت سے ذکر کرنا ہے وہ قریشی محمد حنیف سائیکل سیاح ہیں جنہوں نے بے سروسامانی کی کٹھن راہوں سے ابتداء کی اور پھر بذات خود خدائی مدد کے کرشمے دیکھے- تکلیفیں برداشت کیں مگر پیغام حق پہنچایا- دکھ اٹھائے مگر حق کی اشاعت سے باز نہ آئے- تفصیل اس اجمال کی کچھ یوں ہے کہ حضرت فضل عمر نے 1923ء میں علاقہ یوپی کی ملکانہ قوم میں آریوں کے بالمقابل دعوت الی اللہ کا منصوبہ تیار کیا اور اس جماعت سے واقفین کا مطالبہ ہوا- سات سو کے قریب داعیان نے اس پکار پر لبیک کہا- انہی میں حنیف صاحب بھی شامل تھے- آنے جانے کا خرچ اور رہائش کا کرایہ اس کے اپنے ذمہ ہوتا تھا- ادھر آپ کی یہ حالت تھی کہ جب قادیان سے حضور نے دعا کر کے رخصت کیا تو جیب میں فقط دو پیسے تھے لیکن جماعت احمدیہ کی حقیقی دولت یعنی توکل سے مالا مال تھے- چنانچہ خدا تعالیٰ نے بھی اپنے بندے کی پردہ پوشی فرمائی اور عشاء کی نماز کے بعد جو سوئے منزل چلے ہیں تو کبھی پیسے مل رہے ہیں کبھی سوئی مل رہی ہے اور کبھی چادر- بتی ہاتھ میں ہونے کی وجہ سے آپ کو یہ چیزیں ملیں- یوں بھی آپ قافلے کے آگے آگے چلتے تھے- سبحان اللہ کیا توکل تھا- جس کی خاطر جاتے ہیں وہی سب کام سنوارے گا اور کام سنور بھی جاتے ہیں-

یہ تو ابتداء تھی- ضلع متھرا کے موضع بیری میں جب آپ کی ڈیوٹی لگی تو محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک روپیہ کا سودا آپ کی ضروریات کے لئے کافی ہوا- کچھ سستا زمانہ تھا لیکن خدا کی نصرت بھی ہمہ وقت شامل حال رہی اور

کیوں نہ ہوتی آخر اس سفر کا مقصد بھی تو اس کی توحید کا قیام تھا۔

آپ تیسرے وفد میں آگرہ گئے اور قریباً نو ماہ تک وہاں دعوت الی اللہ کرتے رہے۔ آگرہ، متھرا، بھرت پور، علی گڑھ وغیرہ اضلاع کے لمبے لمبے سفر کئے جن کی کل لمبائی تقریباً دس ہزار میل تھی۔ تین ہزار میل سائیکل پر طے کئے اور باقی پیدل یا کبھی کبھار ریل پر بھی۔ اگلے برس 1924ء میں واپسی ہوئی اور حضور نے آپ کے کام سے متاثر ہو کر آپ کو ضلع ساندھن کے مدرسہ احمدیہ کا مدرس مقرر فرما دیا۔ اڑھائی برس آپ ملکانہ کے طلبہ کو تعلیم دیتے رہے اور آپ کی اہلیہ اول خواتین کو تعلیم و تربیت دیتی رہیں۔ 1937ء میں پھر قادیان آ گئے مگر ناظر تعلیم و تربیت دعوت الی اللہ نے آپ کو دوبارہ موضع کیرنگ ضلع پوری (اڑیسہ) میں مدرس مقرر کر دیا۔ تین ماہ بعد آپ نے اڑیسہ میں دعوت الی اللہ کا آغاز کر دیا۔ بعض افراد نے چند ماہ وظیفہ سے آپ کی مدد بھی کی مگر بعد ازاں یہ سلسلہ بند ہو گیا۔ مگر جس کے پاس توکل کی شمع اور توحید کا نور ہو اسے باطل کے اندھیروں کا کیا ڈر ہے چنانچہ پہلے کی طرح توکلاً علی اللہ کام کو جاری رکھا اور تمام عمر دعوت الی اللہ میں لگے رہے۔

آپ کو ہر لحظہ یہ یقین رہتا کہ سامان پیدا کرنا خدا کا کام ہے اور دعوت الی اللہ کرنا بندے کا۔ چنانچہ آپ دعوت الی اللہ کے چھوٹے سے چھوٹے موقع سے بھی بھرپور فائدہ اٹھانے کی تاک میں لگے رہتے۔ ایک بار آپ دو دوستوں کے درمیان صلح کرانے کنڈرا پار گئے اور صلح کروا کر وہاں سیرت النبیؐ کے جلسے کی تجویز دی۔ مگر وقت آنے پر چیئرمین نے باوجود وعدہ کے ٹاؤن ہال دینے سے انکار کر دیا۔ ہندو وکیل جسے صدر بنایا جانا تھا مصلحتاً پیچھے ہٹنے لگا مگر آپ کو یقین تھا کہ مایوسی کفر ہے چنانچہ اپنے عظیم ترین ہتھیار یعنی دعا کو استعمال کیا۔ نتیجتاً ڈپٹی کمشنر کی طرف سے اجازت مل گئی اور ٹاؤن ہال کے منتظمین نے خوشی خوشی روشنی و فرنیچر کا سارا انتظام کر دیا۔ آپ نے دو دیگر احمدی احباب کی مدد سے (جن کے درمیان صلح کرائی تھی) جلسے کی منادی کرادی۔ قریباً دو سو کی حاضری ہو گئی۔ حاضرین میں سے ایک وکیل صاحب کو صدر جلسہ بنا دیا گیا۔ آپ نے سیرت النبیؐ پر دو تقریریں کیں جن کو حاضرین نے بہت پسند کیا اور جماعت کی دعوت الی اللہ کی کوششوں کو سراہا۔ یہ اچانک کامیابی دیکھ کر شہر کے لوگ حیران ہو گئے۔

ایک بار آپ ایک درخت کے نیچے ستانے کے لئے رکے تو اجڈ دیہاتی سائیکل دیکھ کر پریشان ہو گئے اور لٹھ لے کر مارنے کو دوڑے۔ جواباً آپ نے اپنا قدرتی ہتھیار یعنی دعا استعمال کیا۔ چنانچہ تھوڑی ہی دیر میں خدا تعالیٰ نے علاقے کے ڈی سی کو ادھر بھیج دیا۔ آپ نے سارا قصہ سنایا۔ چنانچہ اس نے دیہاتیوں کو مطمئن کیا اور آپ کو کہا کہ تھوڑی دیر میں لاری موسانبی جانے والی ہے آپ اس پر تشریف لائیں۔ چنانچہ آپ کو گاؤں والے لے گئے اور چائے سے تواضع کی۔ اتنے میں لاری بھی آ گئی۔ آپ نے سائیکل سامان کو لاری میں رکھا اور یوں آپ عشاء کے وقت پندرہ میل جنگل کا اور پہاڑی سفر بغیر کرایہ طے

کر کے موسانبی پہنچ گئے اور خوب دعوت الی اللہ کی۔

سائیکل سفر اور دعوت الی اللہ کی یہ لگن قیام پاکستان کے بعد بھی کم نہ ہوئی۔ چنانچہ مئی 58ء میں ربوہ سے براستہ لاہور، پنڈی، کوہ مری پہنچے۔ واپسی پر پنڈی، واہ فیکٹری، حسن ابدال، کیمبل پور، جہانگیرہ ٹیکسٹائل ملز، اکوڑہ خٹک، نوشہرہ، پبی اور بہت سے دیہات میں ٹھہرنے اور فضائل قرآن مجید پر تقریریں کرتے ہوئے 28 نومبر کو اپنے بیٹے حافظ محمد بنگالی کے ساتھ پشاور پہنچے۔ ان کی عمر 63 اور بیٹے کی عمر 20 سال تھی۔ اس سفر میں انہوں نے 25 تقاریر کیں اور 80 دیہات و شہر کو پیغام حق پہنچایا۔ 600 ٹریکٹ تقسیم کئے۔ ان کی سائیکل پر بوجھ ایک من اور بیٹے کی سائیکل پر پچیس سیر تھا۔ مگر سب سے بڑا بوجھ تو فرض کا تھا جو ادا ہوا۔

بقیہ از صفحہ...... 20

متعلق سنجیدہ ہیں تو پہلا کام یہ کرنا چاہیے کہ ٹیلی ویژن، ریڈیو اور اخبارات میں اس کے اشتہار بند کئے جائیں۔ سگریٹ نوشی تمام عوامی جگہوں پر منع کی جانی چاہئے۔ پورے ملک میں سینماؤں، ٹی وی اور موبائل پروجیکٹر پر دستاویزی پروگراموں کے ذریعے مہم کنٹرول کی جانی چاہئے۔ تمباکو کی کاشت کے زیر اثر رقبہ کو بتدریج کم کرنا چاہئے اور غذائی اہمیت کی حامل فصلیں کاشت کی جانی چاہئیں۔ سگریٹ بنانے والے کارخانوں کو دوسرے سامان بنانے والے کارخانوں میں بدلنے کے بارے میں غور کیا جانا چاہیے۔

بقیہ از صفحہ...... 24

ذریعے دنیا کے مختلف ممالک میں سائنسی شہر (Science City) بنائے گئے ہیں جس میں مختلف یونیورسٹیوں، ریسرچ کے اداروں اور کارخانوں کو آپس میں ملا دیا گیا ہے تا کہ ایک دوسرے کی معلومات، تجربات اور ضروریات سے بہتر طور پر فائدہ حاصل کر سکیں۔

سڑک پر چلنے والی گاڑیوں کو مواصلاتی سیاروں کی مدد سے راستہ دکھانے کے منصوبوں پر کام تیزی سے جاری ہے حالانکہ عام انسان کے لئے اس میں کوئی خاص فائدہ نہیں لیکن بہرحال یہ انسان کی فطری جدت طرازی اور دماغی صلاحیتوں کا ایک نیا شاہکار ہوگا۔

ہر چیز کی طرح ٹیلی مواصلات کے کچھ نقصانات بھی ہیں لیکن اس کے بیش بہا فوائد کے سامنے بالکل ہیچ ہیں۔ (M.T.A) کی مدد سے آج ساری جماعت براہ راست اپنے امام سے مستفیض ہوتی ہے۔ جماعت کی روحانی تربیت کے ساتھ ساتھ دنیا تک خدا کا پیغام پہنچانے میں بھی مدد مل رہی ہے۔ خدا کرے کہ اس شعبہ میں زیادہ سے زیادہ ترقیات ہوں جن میں ہمارا حصہ بھی ہو اور ہم ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے والے بھی ہوں۔ آمین

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار

مختصر رپورٹ

پہلی آل پاکستان صنعتی نمائش

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

مرتب: ڈاکٹر سلطان احمد مبشر ناظم اعلیٰ صنعتی نمائش

پس منظر مجلس خدام الاحمدیہ کے آغاز سے ہی بانی خدام الاحمدیہ سیدنا حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ نے احمدی نوجوانوں کو صنعت و تجارت کی طرف توجہ دلائی اور اسی مقصد کے لئے خدام الاحمدیہ میں شعبہ "صنعت و تجارت" کا قیام عمل میں لایا گیا۔ نوجوانوں میں ہنر سیکھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ نے فرمایا۔

"ہر خادم کو کوئی نہ کوئی ہنر آنا چاہیئے۔ پڑھنا لکھنا غیر طبعی چیز ہے اور ہنر ایک طبعی چیز ہے جو ہر جگہ کام آسکتی ہے۔"

خدام کے اس شوق کو مہمیز دینے کے لئے سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ پر ایک نمائش کا انتظام کیا جاتا تھا جہاں چھوٹے پیمانے پر خدام اپنے اپنے فن پارے رکھتے تھے۔ سالانہ اجتماع کا انعقاد نہ ہو سکنے کے سبب اس چھوٹی سی نمائش کا رستہ بھی بند ہو کر رہ گیا۔ امسال جشن آزادی کے مبارک موقع پر آل پاکستان صنعتی نمائش کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا جس کا اہتمام 12۔13۔14۔ اگست 1995ء کو ایوان محمود ربوہ کے وسیع و عریض ہال میں کیا گیا۔

انتظامیہ صنعتی نمائش کے سلسلہ میں کام کو بطریق احسن انجام دینے کے لئے شعبہ جات اور ان کے ناظمین تجویز کر کے صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان سے ان کی منظوری لی گئی۔

ناظم اعلیٰ: ڈاکٹر سلطان احمد مبشر

نائب ناظم اعلیٰ: مکرم سید مبشر احمد صاحب ایاز

ناظم رابطہ، آب رسانی و صفائی: مکرم سید طاہر محمود صاحب ماجد

ناظم نمائش گاہ: مکرم خواجہ ایاز احمد صاحب

ناظم رجسٹریشن، استقبال والوداع: مکرم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب طاہر

ناظم خوراک: مکرم مسعود احمد صاحب سلیمان

ناظم رہائش و تربیت: مکرم ظہیر احمد خان صاحب

ناظم نظم و ضبط: مکرم مرزا غلام قادر صاحب

(ایڈیشنل ناظم نظم وضبط: مکرم نعیم اللہ خان صاحب ملہی)

ناظم مہمان نوازی: مکرم شبیر احمد صاحب ثاقب

ناظم سمعی وبصری وانعامات: مکرم انتصار احمد صاحب نذر

ناظم روشنی: مکرم راجہ رفیق احمد صاحب

اس انتظامیہ نے اپنی صلاحیتیں اس نمائش کی کامیابی کے لئے صرف کیں۔ سب سے پہلے ہر شعبہ نے اپنی اپنی سکیمیں دیں جن پر مجلس عاملہ نے تفصیلی غور وخوض کیا اور بعض ترامیم کے ساتھ منظوری دی۔ ان منظور شدہ سکیموں کی روشنی میں بجٹ تیار کیا گیا جسے مجلس عاملہ میں پیش کیا گیا۔ سکیموں اور بجٹ کی منظوری کے ساتھ ہی کام شروع کر دیا گیا۔ اس انتظامیہ نے اپنی کئی میٹنگز کیں جن میں انتظامات کو بہتر بنانے کے بارہ میں بہت سی تجاویز زیر غور لائی گئیں اور اقدامات کی منظوری دی گئی۔

رابطہ

نمائش کے بارہ میں قائدین اضلاع وعلاقہ سے تجاویز مانگی گئیں ان کو یکجا کرنے کے بعد مفید اور قابل عمل تجاویز کو اختیار کر لیا گیا۔ نمائش کے سلسلہ میں "ھدایات" ترتیب دیکر اضلاع کو بھجوائی گئیں۔ شمولیت کی تحریک و تحریص پر مشتمل آٹھ خطوط اضلاع کو لکھے گئے علاوہ ازیں دیگر ذرائع سے بھی رابطہ کیا گیا۔ کل 521 خطوط اس سلسلہ میں تحریر کئے گئے۔

کام کا باقاعدہ آغاز

باقاعدہ کام کا آغاز کرتے ہوئے 16 مئی 1995ء کو انتظامیہ کی پہلی میٹنگ ہوئی اس کے بعد اور بھی اجلاس منعقد کئے گئے۔ اجلاس مرکزی عاملہ منعقدہ 9۔ اگست 1995 میں ناظم اعلیٰ نے انتظامات کی رپورٹ پیش کی۔

11۔ اگست 1995 کو ایک بکرا صدقہ دیا گیا۔ ہال کے اندر اور باہر یوم آزادی کی مناسبت سے پاکستان کی پرچمی جھنڈیوں سے ایوان محمود کو سجایا گیا۔ ہال کے مرکزی دروازے پر بینرز لگائے گئے۔ 11۔ اگست کی رات تک ہال کے اندر تزئین و آرائش کی گئی اور میز وغیرہ لگا کر نمائش گاہ کے لئے تیار کیا گیا۔ 11۔ اگست ہی کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی خدمت بابرکت میں دعا کے لئے فیکس دی گئی۔

افتتاحی تقریب

افتتاحی تقریب 12۔ اگست 1995 کو صبح نو بجے ایوان محمود کے باہر برآمدہ میں منعقد ہوئی۔ مہمان خصوصی مکرم و محترم کرنل ایاز محمود احمد خان صاحب صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ تھے۔ تلاوت، عہد، اور نظم کے بعد ناظم اعلیٰ نے رپورٹ پڑھی جس میں نمائش کے پس منظر اور انتظامات کے بارہ میں بتایا۔ مہمان شرکاء کو خوش آمدید کہا اور مہمان خصوصی کا تعارف کروایا۔ اس کے بعد مہمان خصوصی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "اس نمائش کا انعقاد اس بات کا ثبوت ہے کہ زندہ قوم کی ترقی کا راستہ روکا نہیں جا سکتا۔ آپ نے شامل ہونے والوں کو اھلا و سھلا و مرحبا کہا۔ مکرم میر محمود احمد صاحب ناصر پرنسپل جامعہ احمدیہ نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد مہمان خصوصی نے فیتہ کاٹا اور دیگر مہمانان کے ہمراہ نمائش ملاحظہ کی۔

رجسٹریشن

دفتر رجسٹریشن ایوان محمود میں ہی قائم تھا۔ ہر شریک خدام سے رجسٹریشن فارم پر کروا کے ٹکٹ رجسٹریشن دیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ آداب مرکز اور نمائش کے حوالہ سے ایک ہدایت نامہ بھی ہر خادم کو دیا گیا۔ یہ نمائش ضلعی بنیاد پر منعقد کروائی گئی تھی۔ نمائش میں مندرجہ ذیل 13 اضلاع کے 60 خدام نے شرکت کی۔

پشاور، منڈی بہاؤالدین، لاہور، حافظ آباد، فیصل آباد، سیالکوٹ، کراچی، گوجرانوالہ، اوکاڑہ، راجن پور، حیدر آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور ربوہ

رہائش و تربیت

تمام بیرونی خدام کے لئے رہائش کا انتظام جدید بلاک ایوان محمود ربوہ میں کیا گیا تھا جہاں دریوں پر گدے، نئی چادریں اور تکئیے لگا کر مزید سہولت پیدا کر دی گئی تھی۔ نمازوں کے اوقات چارٹس کی صورت میں آویزاں کئے گئے اور پھر اس کے مطابق نماز باجماعت کا قیام کیا جاتا رہا۔

نمائش گاہ

نمائش گاہ ایوان محمود میں بنائی گئی جہاں میزوں پر سفید چادریں ڈال کر ہر ضلع سے آئی ہوئی اشیاء نفاست کے ساتھ رکھی گئیں۔ خلفاء احمدیت کے فرمودات (بابت پاکستان اور صنعت و تجارت) سے اقتباسات چارٹس پر لکھ کر نمائش گاہ کو مزید خوبصورت کیا گیا۔ نئے پول بنوا کر ان کے ساتھ خوبصورت رسیاں باندھ کر نمائش گاہ میں اشیاء کی حفاظت کی کوشش کی گئی۔ نمائش گاہ کو پاکستان کی پرچمی جھنڈیوں سے سجایا گیا۔ نیز رنگ برنگے قمقموں سے بھی ہال کو آراستہ کیا گیا تھا۔ کل 248 اشیاء نمائش کے لئے رکھی گئیں ان میں الیکٹرونکس کی اشیاء، ہینڈی کرافٹس، ماڈلز، پینٹنگز اور تصاویر وغیرہ شامل ہیں۔

نمائش دیکھنے کے لئے ٹکٹ رکھا گیا تھا۔ اندازاً چار ہزار افراد نے اس نمائش کو دیکھا۔ خواتین کے لئے علیحدہ اوقات مقرر تھے۔ ہال میں داخلہ اور اخراج کیلئے علیحدہ علیحدہ دروازے رکھے گئے تھے۔ مہمانوں کے تاثرات کو ریکارڈ کرنے کے لئے ایک Visitor's Book بھی رکھی گئی تھی۔

طعام

خدام الاحمدیہ نے اس موقع پر خود کھانا پکوانے اور خدام کو کھلانے کا انتظام احاطہ ایوان محمود میں ہی کیا۔ ایوان محمود کے شرقی لان کو اس مقصد کے لئے استعمال کیا جاتا رہا۔ الحمد للہ یہ انتظام بہترین رہا

مہمان نوازی

تمام مہمان خدام کی حسب ضرورت تواضع کی جاتی رہی۔ افتتاحی و اختتامی تقریب کے مدعوئین کی خدمت میں بھی چائے پیش کی گئی۔ ناظرین کی ریفرشمنٹ کے لئے ایک سٹال بھی لگایا گیا جس پر خور و نوش کی معیاری اشیاء مناسب نرخوں پر دستیاب رہیں۔

روشنی

روشنی کا انتظام بھی عمدہ تھا۔ رہائش گاہ، نمائش گاہ، طعام گاہ نیز بیوت الخلاء اور ایوان محمود کے ماحول میں روشنی کا معقول اہتمام کیا گیا۔ ایک جنریٹر مکرم افسر صاحب جلسہ کی خصوصی عنایت سے عاریتاً حاصل کر لیا گیا تھا کسی بھی ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کے لئے دو جنریٹر آپریٹر ہمہ وقت موجود رہے۔ بجلی فیل ہونے کی صورت میں جنریٹرز سے روشنی مہیا کی گئی۔

آب رسانی و صفائی

احاطہ ایوان محمود میں میٹھے پانی کی فراہمی کو ممکن بنایا گیا۔ روزانہ دو مرتبہ نمائش گاہ، ماحول اور بیوت الخلاء کی صفائی کا خصوصی اہتمام کیا گیا۔ پاکیزگی اور صفائی کے نقطہ نظر سے وضو والی جگہوں پر صابن بھی رکھے گئے۔

نظم و ضبط

11۔ اگست 1995ء کی رات سے لیکر 15۔ اگست کی صبح تک ایوان محمود کے گیٹ پر ڈیوٹی کا آغاز کیا گیا اور ماحول کی حفاظت کی ذمہ داری بطریق احسن انجام دی گئی۔ زائد سائیکلوں کے لئے عارضی سائیکل سٹینڈ کا قیام کیا گیا۔

سمعی و بصری

شعبہ سمعی و بصری نظارت اشاعت کے تعاون سے افتتاحی و اختتامی تقاریب کے علاوہ دیگر اہم مواقع کی وڈیو فلم بنائی گئی۔ ناظم اعلیٰ نے شریک خدام سے ان کی بنائی ہوئی اشیاء کے بارہ میں تفصیلی انٹرویو کئے جو ریکارڈ کئے گئے۔

اس یادگار صنعتی نمائش کی کوریج کیلئے تصاویر بھی بنائی گئی۔ فرید یوسف صاحب دارالنصر ربوہ نے اپنی خدمات اس موقع کے لئے پیش کیں اور خوبصورت تصاویر بنائیں۔

شرکاء کے اعزاز میں عشائیہ

13۔ اگست کی رات کو شرکاء نمائش کے اعزاز میں عشائیہ دیا گیا جس میں مرکزی عاملہ خدام الاحمدیہ، انتظامیہ صنعتی نمائش، کارکنان کے علاوہ صدر مجلس محترم راجہ منیر احمد خان صاحب نے بھی شرکت کی۔ یہ عشائیہ ایوان محمود کے لان میں دیا گیا جس میں بطور خاص کرسیاں ترتیب سے لگا کر انتظامات کئے گئے تھے۔

مہمان شرکاء کے ساتھ صدر مجلس کی ملاقات

14۔ اگست 1995ء کو دوپہر کھانے کے بعد بیرون از ربوہ سے تشریف لانے والے شرکاء نمائش نے صدر مجلس راجہ منیر احمد خان صاحب سے ملاقات کی۔ صدر مجلس نے ہر خادم سے تعارف حاصل کیا، انہیں خوش آمدید کہا اور علم و ہنر میں کمال حاصل کرنے کے لئے محنت اور دعا کی تلقین کی۔

انعامات

نمائش میں رکھی گئی اشیاء کو انعامات کی غرض سے مندرجہ ذیل چار شعبوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ 1۔ الیکٹرونکس۔ 2۔ ہینڈی کرافٹس۔ 3۔ ماڈلز و پینٹنگز۔ 4۔ متفرق

مندرجہ بالا شعبوں میں مہارت رکھنے والے ماہرین کو بطور منصف تشریف لانے کی درخواست کی گئی جنہوں نے اشیاء کی ساخت، ان پر ہونے والی محنت، نفاست، کارکردگی اور تخیل کو مد نظر رکھتے ہوئے فیصلہ کیا۔
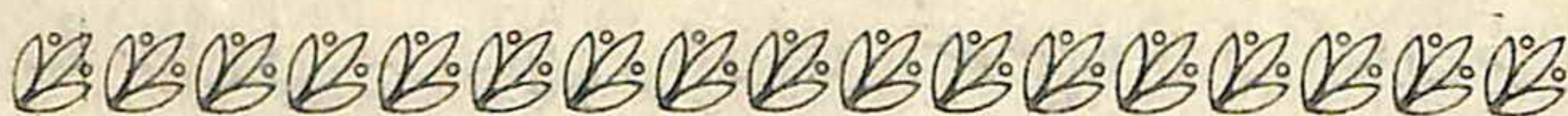
اعزاز پانے والے خدام کے نام

شعبہ	پوزیشن	نام	نام چیز
الیکٹرونکس:	اول	عبدالرحمن صاحب۔ قیصر شہزاد صاحب۔ محمود محمد شرما صاحب کراچی	وی ٹی آر مکسر
	دوم	طاہر احمد صاحب۔ عفان بن ارشد صاحب لاہور	ڈش ریسیور
	سوم	سید فرخ احمد شاہ صاحب ربوہ	الیکٹرونکس کی اشیاء
ھینڈی کرافٹس:	اول	احسن امین صاحب ربوہ	پلائی وڈ کی پلٹیس
	دوم	ندیم احمد صاحب۔ ظہیر احمد صاحب فیصل آباد	سرکنڈے کی اشیاء
	سوم	قاضی رفیق احمد صاحب منڈی بہاؤالدین۔ عبدالباسط صاحب ربوہ	لکڑی و پلائی وڈ کی اشیاء
پینٹنگز و ماڈلز	اول	عرفان احمد صاحب حیدر آباد سندھ	پینٹنگ
	دوم	نفیس احمد رفیق صاحب ربوہ	پینٹنگ
	سوم	حمید احمد صاحب شاھد ربوہ	شیشے کا گھر
	خصوصی انعام	محمد اکبر جاوید صاحب ربوہ	کیلی گرافی
متفرق	اول	حافظ جری احمد صاحب گوجرانوالہ	روئنگ مشین
	دوم	فرید یوسف صاحب ربوہ	فوٹو گرافی

خصوصی انعامات

مندرجہ ذیل خدام کو خصوصی انعامات دیئے گئے۔

راجہ مقصود احمد ربوہ (پلاسٹر آف پیرس پر مونوگرام MTA)' ڈاکٹر مبارک احمد حافظ آباد (معلوماتی بورڈ)' زاہد محمود صاحب لاہور (De shock)' عمران احمد صاحب لاہور (ریموٹ کنٹرول ٹریکٹر)' محمد یوسف صاحب بھٹی ربوہ (شیشے کا گھر)' صدیق احمد صاحب گوجرانوالہ (ویٹ تھریشر)' سہیل احمد صاحب اشرف سیالکوٹ (چمڑے کی مصنوعات)' عبدالحئی مظفر صاحب ربوہ (شیشے کا گھر)

اختتامی تقریب

نمائش کی اختتامی تقریب 14۔ اگست 1995 کو رات نو بجے ایوان محمود ربوہ میں منعقد ہوئی۔ اختتامی تقریب کیلئے معززین کی بھاری تعداد کو دعوت نامے بھیجے گئے تھے۔ مہمان خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر امور خارجہ و قائمقام صدر مجلس انصار اللہ پاکستان تھے۔ مہمان خصوصی نے نمائش میں رکھی گئی تمام اشیاء کو ملاحظہ کیا اور وزٹر بک پر اپنے تاثرات درج کئے۔ جس کے بعد تقریب کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز تلاوت سے ہوا۔ عہد و نظم کے بعد ناظم اعلیٰ نے نمائش کی رپورٹ پیش کی اور مہمان خصوصی کا تعارف کروایا۔ بعد ازاں مکرم صاحبزادہ مرزا

خورشید احمد صاحب نے اعزاز پانے والے خدام میں انعامات تقسیم فرمائے۔ انعامات میں شیلڈز اور سند امتیاز کے ساتھ ساتھ نقد رقم بھی دی گئی۔

تقسیم انعامات کے بعد مہمان خصوصی نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد انتظامیہ صنعتی نمائش کا گروپ فوٹو ہوا۔ بعد میں مدعوئین کی خدمت میں سرائے خدمت ایوان محمود میں چائے پیش کی گئی۔

دیگر اہم امور

- آغاز سے ایک روز قبل ایک بکرا صدقہ دیا گیا۔
- قائدین اضلاع و علاقہ جات کی خدمت میں 521 خطوط لکھے گئے۔
- ہر شریک خادم کو سند شرکت دی گئی۔
- اعزاز پانے والے خدام کو نمائش کے لئے خصوصی طور پر تیار کردہ شیلڈز اور سندات امتیاز کے ساتھ ساتھ نقد انعام بھی دیئے گئے۔
- سندات شرکت، سندات امتیاز اور شیلڈز کی ڈیزائننگ اور تیاری کی سعادت مکرم مرزا ندیم برلاس صاحب ناوش ایڈورٹائزرز لاہور کے حصہ میں آئی۔
- ٹکٹوں کی طباعت میں مکرم راجہ رفیق احمد صاحب آف کیوریٹو میڈیسن کمپنی ربوہ کا تعاون حاصل رہا۔
- ہر شریک خادم کو ہدایت نامہ جاری کیا گیا۔
- ہر شریک خادم سے ایک کوائف فارم پر کروایا گیا جس سے اس کی تیار کردہ چیز کے بارہ میں تفصیلی معلومات حاصل کی گئی۔
- افتتاحی اور اختتامی تقاریب کے لئے ناظران، وکلاء اور دیگر معززین کی بھاری تعداد کو دعوت نامے بھجوائے گئے۔
- شرکت کرنے والے اضلاع کے قائدین کو شکریہ کے خطوط تحریر کئے گئے۔
- جن اضلاع اور علاقوں سے نمائندگی نہیں ہو سکی تھی، انہیں آئندہ ہمت سے کام لینے کی تحریک کی گئی۔
- بیرون از ربوہ سے تشریف لانے والے تمام خدام کو شکریہ کے خطوط تحریر کئے گئے۔

تاثرات

1۔ محترم کرنل ایاز محمود احمد خان صاحب صدر عمومی۔ مہمان خصوصی افتتاحی تقریب

Highly impressed and motivated to observe our youth making inventions and progressively contributing to nation building.

2۔ محترم مرزا خورشید احمد صاحب ناظر امور خارجہ۔ مہمان خصوصی اختتامی تقریب

"ماشاء اللہ نمائش بہت سلیقہ سے ترتیب دی گئی ہے۔ خصوصاً بجلی کی چیزیں بہت پسند آئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بچوں کے

ذہنوں کو اپنے نور سے روشن فرمائے۔"

3۔ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب۔ ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ سال کی نسبت خدام کی ذہنی، فکری اور تخلیقی صلاحیتوں کے زیادہ عملی نمونے اس نمائش میں موجود ہیں۔"

4۔ محترم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اول

"احمدی نوجوانوں کی صلاحیتوں اور ذہانت نے بہت متاثر کیا۔ نیز مجلس کے حسن انتظام نے متاثر کیا۔"

شکریہ ودعا

خاکسار اس نمائش میں شرکت کرنے والے خدام اور ان کے قائدین اضلاع کا بے حد مشکور ہے جنہوں نے مرکز کی آواز پر لبیک کہا۔ انتظامیہ کے تمام افراد بشمول ناظمین، نائب ناظمین اور معاونین کے لئے میرا دل ممنونیت کے جذبات سے پر ہے۔ اسی طرح ہر وہ فرد جس نے کسی نہ کسی رنگ میں ہماری مدد فرمائی میرے شکریہ کے مستحق ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان جملہ احباب کو انوار و برکات سے متمتع فرمائے۔ ہماری خامیوں سے درگذر فرمائے اور آئندہ سالوں میں اس سے بہت بڑھ کر کامیاب نمائشوں کے اہتمام کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اللھم آمین۔

نتائج سالانہ مقالہ نویسی

اول: طاہر محمود صاحب۔ ملیر کراچی

دوم: مدثر طاہر اعوان صاحب۔ دارالذکر فیصل آباد

سوم: مظفر احمد صاحب۔ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

مندرجہ ذیل خدام نے امتیازی نمبر حاصل کئے ہیں۔

ظہیر احمد صاحب۔ فضل عمر فیصل آباد۔ عبدالودود قیصر صاحب۔ سلطان پورہ لاہور

اعجاز احمد شیخ صاحب۔ اسلام پورہ لاہور۔ کریم احمد خان صاحب۔ شالامارہ ٹاؤن لاہور۔ محمود حسین شاہد صاحب۔ فضل عمر۔ فیصل آباد۔ رضوان سہیل صاحب۔ نارتھ کراچی

(مہتمم تعلیم۔ خدام الاحمدیہ پاکستان)

رپورٹ چھٹی آل پاکستان

سپورٹس ریلی

(رپورٹ: مکرم سفیر احمد صاحب قریشی)

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی چھٹی آل پاکستان سپورٹس ریلی کی اختتامی تقریب ۸ ستمبر بروز جمعہ المبارک بعد نماز جمعہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ منعقد ہوئی۔ چھٹی آل پاکستان سپورٹس ۶۔۷۔۸ ستمبر ۱۹۹۵ء بروز بدھ، جمعرات، جمعہ ربوہ میں منعقد ہوئی۔ اس ریلی کی افتتاحی تقریب ۶ ستمبر ۱۹۹۵ء کو صبح پونے آٹھ بجے منعقد ہوئی۔ افتتاحی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم و محترم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد برائے دعوت الی اللہ تھے۔ اس تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعد ازاں صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے خدام سے عہد لیا۔ نظم کے بعد ناظم اعلیٰ سپورٹس ریلی نے رپورٹ پیش فرمائی مہمان خصوصی نے افتتاحی خطاب فرمایا اور اجتماعی دعا کروائی۔

۶ تا ۸ ستمبر ۱۹۹۵ء کو منعقد ہونے والی ریلی میں خدا تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ قریباً ۷۰۰ کھلاڑیوں و آفیشلز نے شرکت کی۔ ریلی میں حسب ذیل مقابلہ جات رکھے گئے تھے۔

۱۔ کبڈی۔ ۲۔ فٹ بال۔ ۳۔ والی بال۔ ۴۔ باسکٹ بال۔ ۵۔ بیڈمنٹن۔ ۶۔ ٹیبل ٹینس۔ ۷۔ سائیکلنگ۔ ۸۔ سوئمنگ۔ ۹۔ انفرادی مقابلہ جات

مقابلہ جات میں شمولیت علاقوں کی بنیاد پر ہوئی۔ کل پاکستان کو نو علاقہ جات میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ صرف انفرادی مقابلہ جات Open بنیاد پر کروائے گئے۔ ان مقابلہ جات کے نتائج حسب ذیل رہے۔

۱۔ فٹ بال اور والی بال میں اول انعام ربوہ کی ٹیموں نے حاصل کیا اور دوئم انعام علی الترتیب کراچی اور لاہور نے حاصل کیا۔

۲۔ کبڈی میں اول انعام علاقہ لاہور اور دوئم انعام علاقہ فیصل آباد نے حاصل کیا۔

۳۔ باسکٹ بال میں اول انعام علاقہ لاہور اور دوئم انعام علاقہ ربوہ نے حاصل کیا۔

۴۔ بیڈمنٹن ڈبل میں اول انعام علاقہ کراچی اور دوئم انعام ربوہ اور سوئم انعام علاقہ سرگودھا نے حاصل کیے۔

۵۔ بیڈمنٹن سنگل میں اول انعام عبدالستار ارشد صاحب آف کراچی اور دوئم انعام سعادت احمد آف کراچی اور سوئم

انعام عبدالمعطی شاہد ربوہ نے حاصل کیے۔

٦۔ ٹیبل ٹینس سنگل میں اول انعام عطاء الکلیم صاحب ربوہ اور دوئم انعام عطاء الاسلام لاہور نے اور سوئم انعام محمد امتیاز احمد راولپنڈی نے حاصل کیا۔

ریلی میں ہونے والے تمام مقابلہ جات بہت دلچسپ اور سنسنی خیز رہے۔ اور خصوصاً مقابلوں کے فائنل سخت مقابلے کے بعد جیتے گئے۔ ان مقابلوں میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی وقت بھی کوئی ٹیم فائنل جیت سکتی ہے اس وجہ سے میچز میں آخر تک دلچسپی برقرار رہی۔

سب سے دلچسپ اور پر جوش اور پر ہجوم مقابلے کبڈی کے تھے۔ فائنل مقابلہ علاقہ لاہور اور فیصل آباد کے درمیان تھا جو بالاخر سخت مقابلے کے بعد علاقہ لاہور نے جیت لیا۔ ٨ ستمبر کی صبح سوا نو بجے کھیلے جانے والے فائنل میچ کے مہمان خصوصی محترم سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ تھے۔ بعد تعارف میچ شروع ہوا۔ میچ دیکھنے کے لئے ربوہ اور بیرون ربوہ سے بھی کثیر تعداد باوجود گرمی کے موجود تھی۔ شائقین کی دلچسپی کا منظر قابل دید تھا۔

تقسیم انعامات کی تقریب ہر کھیل کے اختتام کے ساتھ ہی منعقد کی جاتی رہی تاہم شیلڈز اور نگران علاقہ جات کے انعامات کی تقسیم کے لئے بعد نماز جمعہ ٨ ستمبر کو ایک اختتامی تقریب منعقد کی گئی۔ جس میں تلاوت قرآن کریم کے بعد عہد دہرایا گیا اور بعد ازاں نظم پڑھی گئی۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی مکرم و محترم سید عبدالحئ شاہ صاحب ناظر اشاعت و تصنیف و قائمقام امیر مقامی ربوہ تھے۔ آپ نے جیتنے والی ٹیموں کے قائدین میں انعامی شیلڈز تقسیم فرمائیں۔

مجموعی طور پر علاقہ ربوہ اول قرار پایا اور شیلڈ کا مستحق ٹھہرا جب کہ علاقہ لاہور دوئم اور علاقہ کراچی و بلوچستان سوئم رہ کر شیلڈز کے حق دار پائے۔

جملہ ناظمین، منتظمین و معاونین و ریفری صاحبان جنہوں نے صدق دل سے تعاون کرتے ہوئے شوق، جذبہ اور خلوص سے کام کیا اور اس طرح ریلی کو ہر لحاظ سے کامیاب بنانے میں ممد و معاون ہوئے اور تمام کھلاڑیوں اور ان سب کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

اسماء انتظامیہ سپورٹس

ریلی 1995ء

ناظم اعلیٰ: سفیر احمد قریشی۔ نائب ناظم اعلیٰ: مکرم نصیر احمد صاحب انجم۔ ناظم رابطہ: مکرم سید طاہر محمود صاحب ماجد۔ ناظم رجسٹریشن: مکرم مرزا عبدالصمد احمد صاحب۔ ناظم رہائش و روشنی: مکرم راجہ رفیق احمد صاحب۔ ناظم مہمان نوازی: مکرم خلیل احمد صاحب تنویر۔ ناظم سٹیج و رپورٹنگ و تقسیم انعامات: مکرم ظہیر احمد خان صاحب۔ ناظم حاضری و نگرانی و تربیت: مکرم عبدالسمیع خان صاحب۔ ناظم پکوائی و خوراک: مکرم ظفر اللہ خان صاحب طاہر۔ ناظم طبی امداد: مکرم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب خالد۔ ناظم آب رسانی و صفائی: مکرم مسعود احمد صاحب سلیمان۔ ناظم تیاری گراؤنڈز: مکرم شبیر احمد صاحب ثاقب۔ ناظم نظم و ضبط: مکرم مرزا غلام قادر صاحب۔ ناظم مقابلہ جات: مکرم ڈاکٹر سلطان احمد صاحب مبشر

اسماء انچارج گیمز

والی بال و باسکٹ بال: مکرم عبدالحلیم صاحب سحر۔ نائب۔ مکرم قریشی عبدالصمد احمد صاحب۔ فٹ بال: مکرم خواجہ ایاز احمد صاحب

کبڈی: ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب۔ سائیکلنگ: مکرم مبشر ایاز صاحب۔ سوئمنگ: مکرم سید طاہر احمد صاحب۔ بیڈمنٹن و ٹیبل ٹینس: مکرم قمراحمد صاحب کوثر۔ انفرادی مقابلہ جات: مکرم حافظ عبدالاعلیٰ صاحب

نتائج مضمون نویسی سہ ماہی سوم

بعنوان "مثالی خادم کے اوصاف"

اول: مظفراحمد صاحب ظفر کیسراں ضلع اٹک

دوم: محمد شکراللہ صاحب ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

سوم: عامراحمد صاحب ڈرگ کالونی کراچی

مندرجہ ذیل خدام نے امتیازی نمبر حاصل کئے ہیں۔

سعادت ظہیر صاحب ورک۔ وحدت کالونی لاہور

اعجاز احمد صاحب شیخ۔ اسلام پورہ لاہور

منور علی شاہد صاحب۔ گلشن پارک لاہور

آصف الرحمان صاحب قمر۔ دارالذکر فیصل آباد

محمد افضل فاروق صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

مرزا بابر احمد صاحب عطاء ڈرگ کالونی کراچی

محمد احسن انجم صاحب سٹیل ٹاؤن کراچی

(مہتمم تعلیم)

نتیجہ مقابلہ مضمون نویسی سہ ماہی

چہارم بعنوان "وقار عمل"

اول: منور علی شاہد صاحب۔ گلشن پارک لاہور

دوم: محمد شکراللہ صاحب۔ ڈسکہ سیالکوٹ

سوم: مرزا بابر احمد صاحب عطا۔ ڈرگ کالونی کراچی

مندرجہ ذیل خدام نے امتیازی نمبر حاصل کئے

شاہد منصور صاحب۔ وحدت کالونی لاہور

طاہر منصور صاحب۔ ۱۶۶ مراد۔ بہاولنگر

احسن طاہر اعوان صاحب۔ دارالذکر فیصل آباد

عامر احمد صاحب۔ ڈرگ کالونی کراچی

مدثر طاہر اعوان صاحب۔ دارالذکر فیصل آباد

مبشر احمد شاد صاحب۔ ناصر ہوسٹل ربوہ

کلیم احمد صاحب۔ وحدت کالونی لاہور

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز سب کے لئے مبارک فرمائے۔ آمین (مہتمم تعلیم۔ خدام الاحمدیہ پاکستان)

تحریک وقف نو سے متعلق چند ضروری گزارشات

بعض احباب خطوط کے ذریعہ یا ٹیلی فون پر رابطہ کر کے یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ وقف نو میں شمولیت ابھی جاری ہے کہ نہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ احباب کی اطلاع اور رہنمائی کے لئے اس ضمن میں تفصیلی ہدایات شائع کر دی جائیں۔

(1) تحریک وقف نو میں شمولیت ابھی جاری ہے۔ جیسا کہ حضور انور نے جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۴ء کے دوسرے روز اپنے خطاب کے دوران فرمایا تھا کہ "واقفین نو کا ٹارگٹ بڑھا کر پندرہ ہزار مقرر کیا گیا ہے۔ اس وقت ٹارگٹ کے پورا ہونے میں دو ہزار بچوں کی گنجائش ہے۔"

(2) تحریک وقف نو میں شمولیت کے لئے ضروری ہے کہ ایسے بچوں کی تاریخ پیدائش، تحریک وقف نو کے آغاز کے بعد یعنی تین اپریل ۱۹۸۷ء کے بعد کی ہو۔

(3) تین اپریل ۱۹۸۷ء سے قبل کے پیدا شدہ بچوں کی درخواستیں وقف نو کے لئے نہ بھجوائی جائیں بلکہ ان کے وقف کے لئے وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ سے رابطہ کر کے وقف اولاد کے تحت کارروائی کی جائے۔

(4) بچوں کے وقف کے متعلق حضور انور کی خصوصی ہدایات کے تحت صرف وہ بچیاں وقف نو میں شامل کی جارہی ہیں جن کی ولادت سے قبل والدین نے انہیں وقف کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اگر والدین کی وجہ سے پیدائش سے قبل درخواست نہ بھجوا سکے ہوں لیکن ان کی نیت یہی تھی کہ وہ ہونے والے بچہ / بچی کو وقف نو میں پیش کریں گے تو خط لکھتے وقت اپنی اس نیت کا وضاحت سے ذکر کر دیا کریں۔

(5) بعض والدین سمجھتے ہیں کہ وقف کے لئے مقامی جماعت میں اطلاع کرنا کافی ہے۔ وقف نو میں شمولیت کے لئے مناسب طریق یہ ہے کہ والدین خوب سوچ سمجھ کر دعاؤں سے کام لیتے ہوئے فیصلہ کرنے کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں خود تحریری طور پر وقف کی درخواست بھجوائیں۔

(6) بعض احباب اپنے رشتہ داروں یا عزیزوں اور دوستوں کے بچوں کے وقف کے متعلق درخواست بھجواتے ہیں۔ درست طریق یہ ہے کہ وقف کی درخواست والدین خود بھجوائیں۔

(7) درخواست بھجواتے وقت بعض احباب مکمل کوائف درج نہیں فرماتے اور بعض صورتوں میں پتہ، حتیٰ کہ شہر یا ملک کا نام بھی درج نہیں کرتے جس سے ان کے خطوط پر کارروائی کرنا ممکن نہیں ہوتا یا اس میں بہت دیر ہو جاتی ہے۔ اسلئے گزارش ہے کہ وقف نو کے ضمن میں درخواست بھجواتے وقت مندرجہ ذیل کوائف ضرور بھجوایا کریں۔

(الف) بچہ / بچی کے والد کا نام۔ (ب) بچہ / بچی کے دادا کا نام۔ (پ) بچہ / بچی کی والدہ کا نام۔ (ت) بچہ / بچی کا نام (اگر ولادت ہو چکی ہو) (ث) بچہ / بچی کی تاریخ پیدائش (اگر ولادت ہو چکی ہو)۔ (ج) گھر کا مکمل پتہ جس پر جواب بھجوایا جاسکے۔ (ح) جس جگہ بچہ کی مستقل رہائش ہو اس جماعت کا نام تاکہ اس جماعت میں بچے کا نام اعداد و شمار کے لئے شامل کیا جاسکے۔

(8) جو احباب پہلے ہی اپنے بچہ / بچی کو وقف نو میں پیش کر چکے ہیں۔ اگر وہ مزید اپنے کسی بچے کو وقف کرنے کے لئے درخواستیں بھجوائیں تو ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ اپنے پہلے بچے کا نام، وقف نو کا حوالہ نمبر ضرور درج کیا کریں تاکہ ان کا ریکارڈ تلاش کرنے میں سہولت ہو۔

(9) پتہ تبدیل ہونیکی صورت میں نہایت ضروری ہے کہ شعبہ وقف نو لندن یا وکالت وقف نو ربوہ کو اپنے نئے پتہ سے آگاہ کیا جائے۔ شعبہ وقف نو لندن کا پتہ درج ذیل ہے۔

The London Mosque, 16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)

(10) شعبہ وقف نو لندن سے جو حوالہ نمبر وقف نو ارسال کیا جاتا ہے اسے سنبھال کر رکھا جانا چاہئے۔ دفتری خط و کتابت کرتے وقت یہ حوالہ نمبر ضرور درج کریں۔

(11) بعض سیکرٹریان وقف نو ایک اجتماعی لسٹ میں واقفین کا نام برائے منظوری بھجوا دیتے ہیں۔ مناسب ہو گا کہ والدین انفرادی طور پر وقف کی درخواستیں بھجوائیں۔

(12) وقف نو میں منظوری کے بعد اپنی مقامی جماعت کے سیکرٹری وقف نو سے رابطہ کر کے وقف نو کے پروگراموں میں شمولیت اختیار کی جائے۔

(13) وقف نو کے ضمن میں بہت سا لٹریچر مثلاً حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پانچ خطبات اور نصاب واقفین نو وغیرہ شائع ہو چکے ہیں۔ انہیں اپنی مقامی جماعت کے توسط سے حاصل کر کے ان کا مطالعہ کیا جائے اور جو ہدایات ان میں درج ہیں ان پر عمل کی پوری کوشش کی جائے۔

(ڈاکٹر شمیم احمد۔ انچارج شعبہ وقف نو۔ لندن)

(الفضل انٹرنیشنل 23۔ دسمبر تا 29۔ دسمبر 1994ء)

ایک عظیم عالمگیر جہاد۔ تحریک جدید

تحریک جدید ایک ایسی تحریک ہے کہ جس کو بلاشبہ خاص خدائی تقدیر کے ماتحت ایک الہامی تحریک کہا جاسکتا ہے۔ یہ اس بابرکت تحریک کے ثمرات ہی ہیں کہ آج دنیا کے گوشے گوشے میں احمدیت کا چرچا عام ہو رہا ہے، قرآن کریم کے تراجم دنیا بھر کی زبانوں میں شائع کئے جارہے ہیں اور احمدیت کا جھنڈا ساری دنیا پر لہراتے ہوئے امن و آشتی کا پیغام دے رہا ہے۔ یہ ایسی بابرکت تحریک ہے کہ جس میں ہر احمدی کو شامل ہونا چاہیئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

"اگر تم نے احمدیت کو دیانتداری سے قبول کیا ہے تو اے مردو! اور اے عورتو! تمہارا فرض ہے کہ تحریک جدید کے اغراض و مقاصد میں میرے ساتھ تعاون کرو۔ زمین و آسمان کا خدا گواہ ہے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اپنے نفس کے لئے نہیں کہہ رہا، خدا تعالیٰ اور...... (دین حق) کے لئے کہہ رہا ہوں۔ تم آگے بڑھو اور اپنا تن اور اپنا من اور اپنا دھن خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے قربان کردو"۔

پھر اس کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"تم نے جس شخص کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر یہ اقرار کیا ہے کہ تم اپنی جانیں اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی وجاہت سب کچھ اس پر قربان کردو گے وہ تم سے قربانی کا مطالبہ کرتا ہے اور تمہارے مال تم سے مانگتا ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ تم آگے بڑھو اور اپنے عہد کو پورا کرو"۔

اس واضح ارشاد کے باوجود اگر کوئی بدنصیب اس عظیم جہاد میں شامل نہ ہو سکے تو اس کا خدا ہی حافظ ہو۔ ایسے محروموں اور بدنصیبوں کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

"میں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ایک ذرہ بھی رکھتا ہے وہ میری اس تحریک پر آگے آجائے گا اور وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے نمائندہ پر کان نہیں دھرے گا اس کا ایمان کھویا جائے گا"۔

پس آج ہر احمدی کیلئے یہ الفاظ ابھی بھی اسی طرح ہیں۔ آج یہ صدا ہر احمدی مرد وزن کیلئے ہے کہ آئیں، آگے بڑھیں اور اس عظیم مالی جہاد میں شامل ہوں اور اس نیکی میں شریک ہو کر اپنے نام ہمیشہ کیلئے زندۂ جاوید کرلیں۔ ان برکتوں کو سمیٹنے کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

''یاد رکھو! یہ تحریک خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے..... پس مبارک ہیں وہ جو بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں حصہ لیتے ہیں کیونکہ ان کا نام ادب و احترام سے..... (دینِ حق) کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا اور خدا تعالیٰ کے دربار میں یہ لوگ خاص عزت کا مقام پائیں گے...... اور ان کی اولادوں کا خدا تعالیٰ خود متکفل ہوگا اور آسمانی نور ان کے سینوں سے ابل کر نکلتا رہے گا اور دنیا کو روشن کرتا رہے گا''۔

پھر فرمایا:-

''یاد رکھو! تحریک جدید اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، بفضل خدا تحریک جدید کی نیکی ان نیکیوں میں سے ہے کہ جو لوگ اخلاص سے راہ خدا میں قربانی کریں گے اور متواتر کرتے چلے جائیں گے اللہ تعالیٰ ان کو ان کی موت کے ہزاروں سال بعد بھی ثواب عطا فرماتا رہے گا.....''۔

گزشتہ ماہ نومبر ۹۴ء میں حضرت خلیفہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس عظیم تحریک کے نئے سالوں کا اعلان فرماتے ہوئے ہر اس شخص کو اس تحریک میں شامل ہونے کی دعوت دی جو کہ اپنے آپ کو احمدی کہتا ہے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے آپکو، اپنے بچوں کو، اپنے دوستوں کو اس تحریک میں شامل کریں خواہ ایک روپیہ ہی کیوں نہ ہو۔ حسب استطاعت، حسب توفیق اس جہاد میں شامل ہوں۔ خدا معلوم کہ آئندہ برس، آئندہ برس کیا آئندہ پل ہمیں سانس لینے کی بھی مہلت ملے یا نہ ملے۔ ایسے مواقع بار بار نصیب نہیں ہوا کرتے۔ حضرت خلیفہ المسیح الثانی فرماتے ہیں:-

''اس بات کو مدّنظر رکھتے ہوئے کہ اس قسم کی تحریک صدیوں میں کوئی ایک ہی ہوا کرتی ہے..... پس اے دوستو! مرنے سے پہلے اور وقت کے ہاتھ سے نکل جانے سے پہلے اس تحریک میں حصہ لے لو کہ اس امت پر یہ دن نہیں آئیں گے''۔

امید ہے کہ ہر احمدی مرد و زن اس میں شامل ہوگا اور خدام الاحمدیہ سے بالخصوص یہ درخواست ہے کہ اب آپ کی مجالس کے مابین ''فاستبقوا الخیرات'' کے مطابق ایک ایمان افروز مقابلہ ہے کہ کن مجالس کے ۱۰۰% خدام اس میں شامل ہوتے ہیں۔

''پس اگر تم نے ''خالد'' جاری کیا ہے تو اس کی خریداری بھی بڑھاؤ''

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح۔ سالانہ اجتماع ۱۹۵۴ء)

چھٹی سالانہ سپورٹس ریلی کی کھیلوں کے چند مناظر
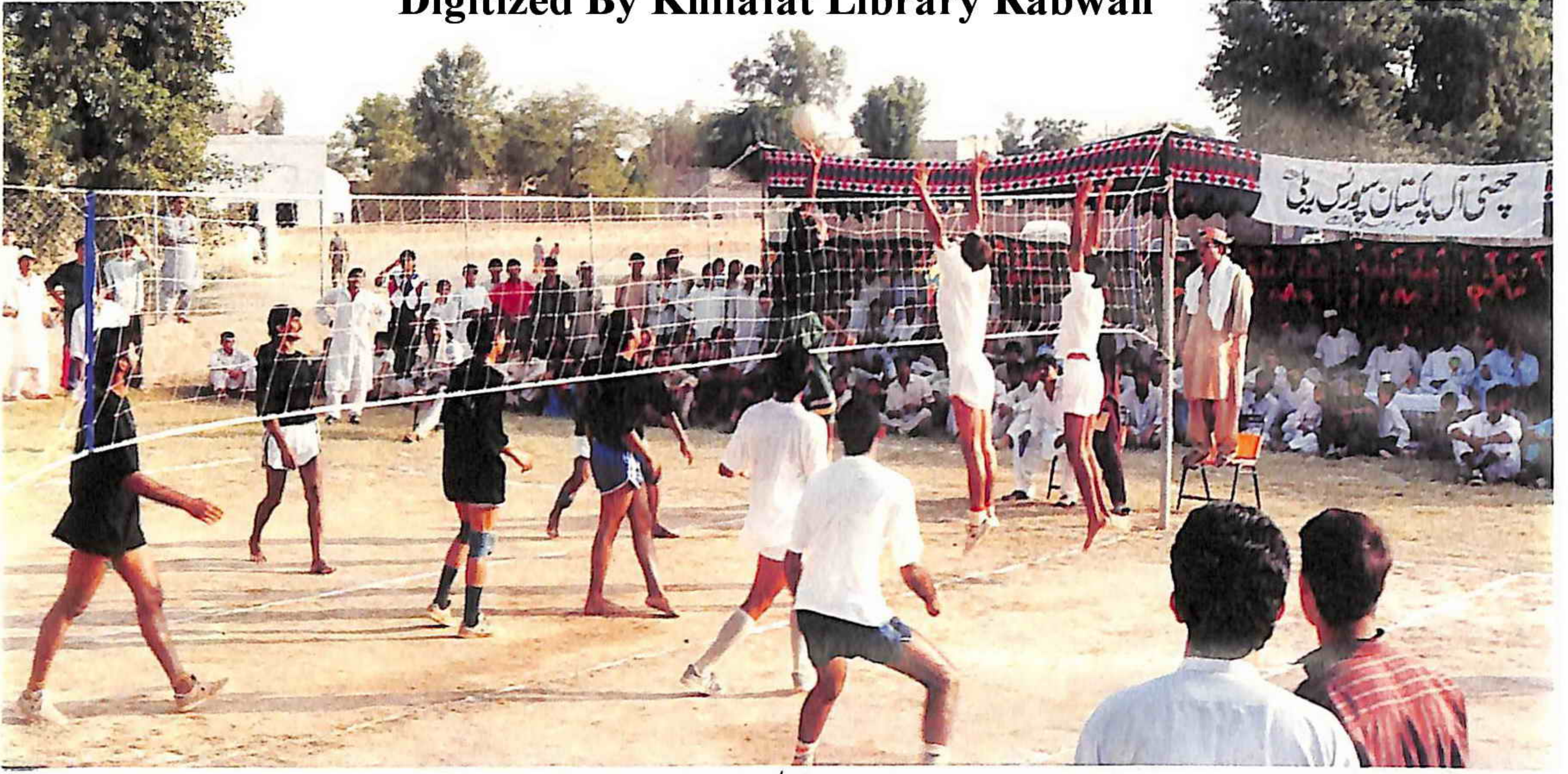
مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۹۵ء کو ربوہ اور لاہور کی ٹیموں کے مابین والی بال کا میچ ہو رہا ہے

چھٹی سالانہ سپورٹس ریلی کے موقع پر (۷ ستمبر ۱۹۹۵ء صبح ۱۱ بجے)
اتھلیٹکس کا ایک مقابلہ
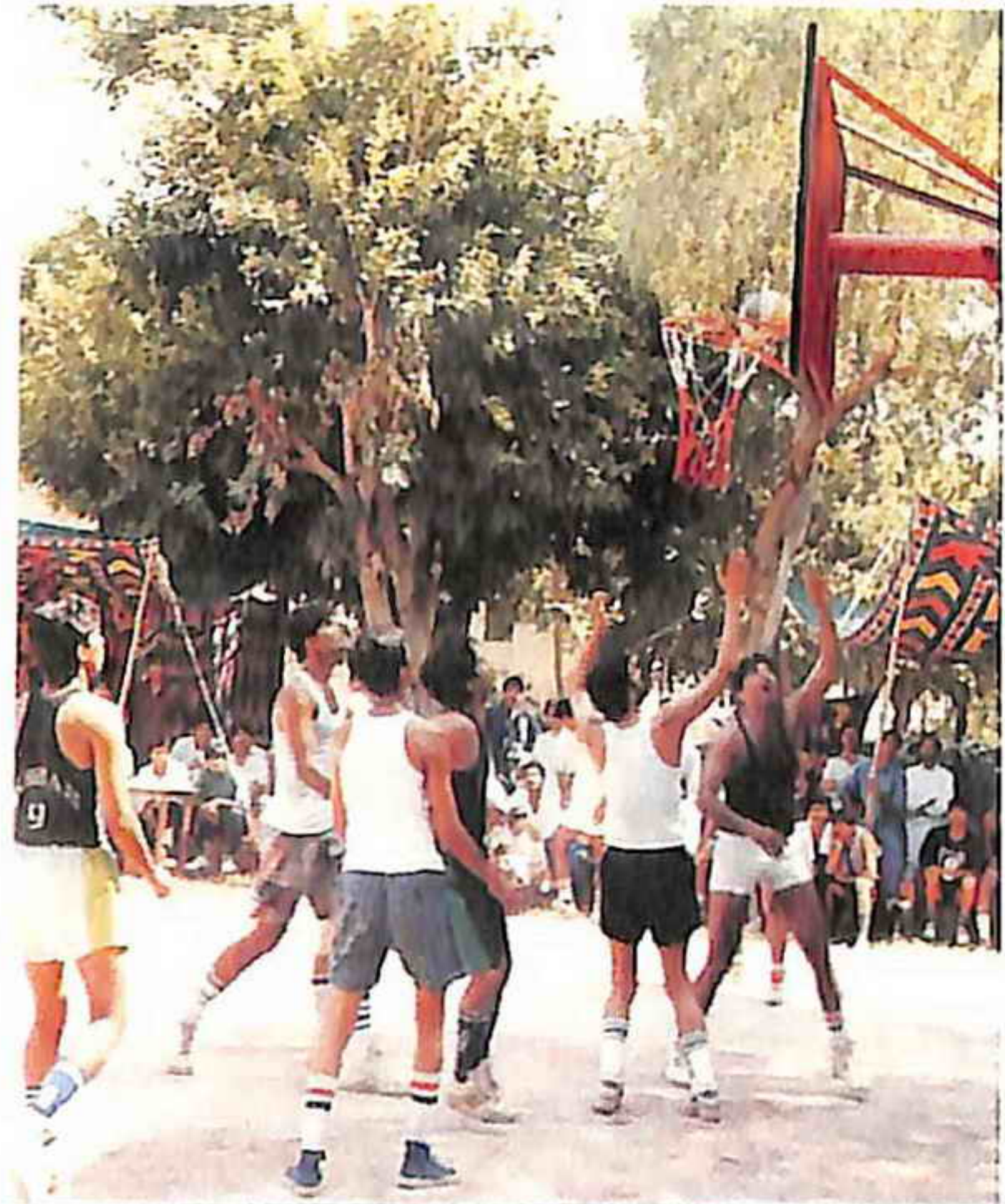
چھٹی سالانہ سپورٹس ریلی کے موقع پر
۸ ستمبر ۱۹۹۵ء صبح ۱۱ بجے ربوہ اور لاہور
کی ٹیموں کے مابین باسکٹ بال کے میچ کا ایک منظر

Monthly **Khalid** Rabwah

REGD. NO. L5830 | *Editor. Sayyed Mubashir Ahmad Ayaz* | NOVEMBER 1995

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے تحت چھٹی آل پاکستان سپورٹس ریلی منعقدہ ۶-۷-۸ ستمبر ۱۹۹۵ء کی اختتامی تقریب منعقدہ ۸ ستمبر ۱۹۹۵ء کے مہمانِ خصوصی محترم سیّد عبدالحی صاحب ناظر اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان، انتظامیہ سپورٹس ریلی کے ہمراہ سٹیج پر تشریف فرما ہیں۔ تصویر میں آپ کے دائیں محترم راجہ منیر احمد خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان اور بائیں محترم قریشی سفیر احمد صاحب ناظم اعلیٰ سپورٹس ریلی تشریف فرما ہیں۔

مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۹۵ء صبح آٹھ بجے محترم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد (دعوتِ الی اللہ) نے چھٹی آل پاکستان سپورٹس ریلی کا افتتاح فرمایا۔ افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن مجید سے ہوًا۔